

سلا موں کا پہلا دیوان

# سلا م اُن پر

یکتا امروہوی

PRESENTED BY: SOAZ SAHIB

| [www.soazsahib.com](http://www.soazsahib.com) | [soazsahib@gmail.com](mailto:soazsahib@gmail.com) |

ریگزارِ کربلا کے اُن مقدّس ذروں کے نام  
جو خونِ حسین کے امین ہیں !



سَلام اُن پر ہو یا رب جن پہ خود تیرا سَلام آیا

ارادہ کر رہے ہیں ہم نجف کی سمت جانے کا  
 درِ شیعہ خدا پر عزم ہے اب سرِ خجک کمانے کا  
 نجف کا میکہ ہو، ساقی کوثر ہوں اور ہم ہوں  
 سماں یہ ہو تو آجائے مزا پیئے پلانے کا  
 بنا اے چرخ چھوڑا کس کو تو نے ظلم دھاتے  
 رسولوں تک کو شکوہ ہی رہا تیرے ستانے کا  
 کھلے ہیں اپنی شاخوں پر، تجھے یہ کیا ستاتے ہیں  
 سبب پھر کیا؟ اے گلچیں گلوں سے خار کھانے کا  
 بڑی جیوریوں میں چھوڑنا پڑتا ہے گلشن کو  
 ہے لاکھوں حسرتوں کی توت چھٹنا آشیانے کا  
 شہادت کی خبر سن کر وہ غازی مسکرا اٹھے  
 جو فرطِ غم سے بھولے تھے قرینہ مسکرانے کا  
 سیہ کارو! شب عاشور فوجِ شام میں آؤ  
 سلیقہ سیکھ لو حُر سے خطائیں بخشوانے کا

نہ کہیے انقلاب دہرا اگر اس کو تو کیا کہیے  
 کسی سے بے سبب گریخ پلٹ جائے زمانے کا  
 ابوطالب کے کنبے نے سد اسر کے کچلا ہے  
 ارادہ جب بھی باطل نے کیا ہے سراٹھانے کا  
 بتا اے کوہِ تاج کو قسم متلو تم کے سر کی  
 بے کس بے سر کے سر پہ راجھے جنت بنا کے کا  
 حبیب شاہ والا ناز کر تو اپنی قسمت پر  
 محمد کا نواسہ منتظر ہے تیرے آنے کا  
 اسی سے عظمت مضمون محض جان لے دنیا  
 وفا عنوان ہے عباس غازی کے فسانے کا  
 منور وسعت کون و مکاں ہے جن کے جلوں سے  
 وہ اہل بیت اور تاریک گوشہ قید خانے کا  
 نہ سو لیٹ کر مہیے کبھی سبھا دراحت سے  
 نساں تھا ہر جگہ پشتِ حزیں پر تازیانے کا  
 ملے گا مجھ کو قصرِ بے بہا جنت میں اے یکتا  
 بہانہ ہے غم شبیر میں آنسو بہانے کا

علیؑ کی مدح کی اور بزم ساقی پر شباب آیا  
 جمی محفل کچھ ایسی جام لے کر آفتاب آیا  
 کہا بلغ نبیؐ نے مع گیا اک شور رخ کا  
 شرابی جاگ اٹھے جب دورین جام شراب آیا  
 رسائی مصطفیٰؐ تک بے علیؑ کے غیر ممکن ہے  
 چلے جب شہر کی جانب تو اس کا پہلے باب آیا  
 یہودی کہہ اٹھے اب کھل گئی اسلام کی قسمت  
 یہ شہرِ علم کا سونے درخیز جو باب آیا  
 ترے درے اڑیں گے خلد تک خاکِ شفا بن کر  
 زمین کر بلا! خوش ہو کہ جان بو تراٹ آیا  
 یونہی اک آن واحد میں نصیبہ کھل گیا تر کا  
 پلٹ کر جس طرح مغرب دم میں آفتاب آیا  
 نصیبِ سبطِ پیغمبرؐ کی پری تیرا کیا کہنا  
 زلیخائے شہادت پر ترے دم سے شباب آیا

لبِ دریا جو لڑتے لڑتے سفلے حرم پہنچے  
تو ان کے پاؤں پر ملنے کو آنکھیں ہر خباب آیا  
جواب ایسے دیا شہ نے کہ پری نے کمر خم کی  
سلام آخری کرنے جو اکبشر کا شباب آیا  
فرشتوں کی زباں پر قبر میں جتنے سوال آئے  
جواب ان کا زباں پر میری یکتا لا جواب آیا

جو اشکِ عظیم شاہ کا منظر نہیں ہوتا  
 وہ اشک تو ہوتا ہے پہ گھر نہیں ہوتا  
 مینا کی زباں پر مرے پیالے کے لب پر  
 کب تذکرہ ساقی کوثر نہیں ہوتا  
 اے بادہ کشو ساقی کوثر کا ہے یہ فیض  
 اک لمحے کو خالی مرا سا غر نہیں ہوتا  
 کچھ خشک بھی ہوتے ہیں چمن میں پائے عبرت  
 ہر پھول گلستاں میں گل تر نہیں ہوتا  
 دنیاے تصویری نظر سے مری او حوصل  
 اک پل کو علی کا رخ انور نہیں ہوتا  
 کعبے میں لبِ صدفِ یوسف یہ کہہ کہہ کے گزرتے  
 دیوار میں ایسے تو کہیں دُشمن نہیں ہوتا  
 کرتے ہیں بہت اس سے سوالات نکیرین  
 اک نام علیؑ کا جسے ازبر نہیں ہوتا



اِس طرح سے عباسؑ کو چھوڑا نہ وفائے  
 جس طرح جدایہ تیغ سے جو ہر نہیں ہوتا  
 اک ابنِ حسین ابنِ علیؑ ہی تھا مجاہد  
 ششما یا ہر اک تو علیؑ اُسر نہیں ہوتا  
 شہِ بولے کہ سردے کے بھی یہ عمر کہ عشق  
 ہم دیکھیں تو کس طرح بھلا سُر نہیں ہوتا  
 دل تشنہٴ غم رہتا ہے ایامِ عزا میں  
 گم ذکرِ غمِ عاتدِ مضطر نہیں ہوتا  
 یکتا یہ یہاں خاک کا ہے فرشِ تو موجود  
 ستے تو یہ تھے قبر میں بستر نہیں ہوتا

نصیب، وقتِ شہادت بھی آپ ہونہ سکا  
 حنین سا کوئی غربت مآب ہونہ سکا  
 غمِ حنین میں ہم کچھ نہ رو سکے اس سال  
 جو جیسا یہ تھا وہ حاصلِ ثواب ہونہ سکا  
 مالِ اُس کو نہ حاصلِ عزائے شہد کا ہوا  
 شریکِ غم جو بچشمِ پُر آب ہونہ سکا  
 لگے وہ زخمِ تن و لبِ ہمیشہ پر  
 کہ آج تک بھی کسی سے حساب ہونہ سکا  
 آفتق پہ صبر کے ڈوبے شفق میں خوں کی حنین  
 غروب ایسے کبھی آفتاب ہونہ سکا  
 بنا پہ سر بھی ہے محو تلاوتِ قرآن  
 شہید یوں کوئی خضرِ صواب ہونہ سکا  
 غمِ حنین بیٹے کا کسی سے کیا یکتا  
 حکومتوں کا بھی پورا یہ خواب ہونہ سکا

مال ضبط کا چشم پُر آب کیا ہوگا  
 بجے نہ اشک تو حاصل ثواب کیا ہوگا  
 عذو کی تیغوں میں گھر کرنی کے بستر پر  
 علی کی طرح کوئی مجھ کو اب کیا ہوگا  
 پلائیں ساقی کو تری بے حساب جنہیں  
 پھر ان کا روز جزا احتساب کیا ہوگا  
 ہمارے چودہ کے چودہ میں ایک سے رہبر  
 بتائیں حضرت کہ اب انتخاب کیا ہوگا  
 حجاب غیبت صغرا سے آئے برا میں  
 اب اور اس سے زیادہ حجاب کیا ہوگا  
 شباب و حسن شبیرِ رسول سے برتر  
 کسی حسن کا حسن و شباب کیا ہوگا  
 نہیں شبیرِ رسالت مآب کا ثانی  
 تو پھر جواب رسالت مآب کیا ہوگا

میانِ حشر جو ہوگا رسول کا دیدار  
 عدوئے شاہ وہاں باریاب کیا ہوگا  
 جنابِ مختبِ بادِ ولا کہیے  
 کہ حشر آپ کا یومِ حساب کیا ہوگا  
 یہ فکر ہے کہ لحد میں دم سوال و جواب  
 نہ آئے آپ تو اسے بو تراب کیا ہوگا  
 فرشتے قبر میں کیا مجھ سے پوچھتے ہیں  
 وہ جانتے تھے کہ میرا جواب کیا ہوگا

جو حسین سجدہ پسند کو در شاہ دیں پہ چھکا دیا  
 تو مری جہیں کے نصیب کو در شاہ دیں نے جگا دیا  
 یحسین! میرا نصیب ہے کہ تری عزاکے نظام نے  
 مری ہر خوشی کے حدود کو ترے عم کی حد میں دیا  
 مرے ساتھی الم آفریں۔ ترے میکشان جہاں نے  
 لہو اپنا اپنا بکھیر کر ترے میکدے کو سجا دیا  
 یحسین تیرا ہی خون تھا کہ گل مراد حرم بنا  
 تری مگر بلا کی زمین نے اُسے نکھتوں بسا دیا  
 مری کیوں نہ ہم ترے نام پر نہ فدا ہو کیوں ترے کام پر  
 کہ حسین تو نے بنا م حقی ہیں، جان دے کے بچا دیا  
 جو حسین میرا امام ہے، یہ سلام اُس کے ہی نام ہے  
 یہ اُسی کی نذر کے واسطے تجھے میں نے باد صبا دیا  
 مجھے اس کی فکر ہو کس لیے کہ طلبِ تجھ کو ملے گا کیا  
 کہ حسین نے مجھے جب دیا مرے مانگنے سے سوا دیا

کر گیا ثابت یہ اک اک میگا رہ کر بلا  
 کم نہیں ہوتا کبھی کیف و خمسا رہ کر بلا  
 فارح کرب و بلا اے کامرگار رہ کر بلا  
 سر کٹا کر بن گیا تو تاجدار رہ کر بلا  
 بن گیا وجہ سکون عالم دین رسول  
 وہ ترا صبر و قسار اے بے قرار رہ کر بلا  
 تیرے ہر نقش قدم پر کر بلا کونا زہے  
 تیرا ہر نقش قدم ہے افتخار رہ کر بلا  
 اللہ اللہ کتنی عظمت تھی، دو عالم جھک گئے  
 تیرے اک سجدے پہ اے سجدہ گزار رہ کر بلا  
 تیری سجدہ گاہ کی مٹی سے، بے حد بے شمار  
 سجدہ گاہیں بن گئیں سجدہ گزار رہ کر بلا  
 کہہ رہی ہے صاف یہ سرخی شفق کی آج تک  
 آسماں پر پہوں میں عکس لالہ ترار رہ کر بلا

خون سے لکھی ہوئی رنگین تحریریں نہیں  
 ظلم کی تاریخ ہیں نقش و نگارِ کربلا  
 اب خزاں ابھی نہیں سکتی کبھی اس کے قریب  
 جاوداں ہی جاوداں ہے اب بہارِ کربلا  
 کیوں نہ ہوں پست اس زمیں سے آسمانی رقیب  
 عرش کی آنکھوں کا سرمہ ہے غبارِ کربلا  
 رات دن ہوتا ہے رحمت کے فرشتوں کا نزول  
 ہے مشیت کی نظر میں یہ وقارِ کربلا  
 تھا علمدارِ سپاہِ نورِ چشمِ فاطمہ  
 حضرت عبتاش جیسا نامدارِ کربلا  
 شکل و صورت میں محمدؐ، زور و جہت میں علیؑ  
 بڑھ گیا اکبٹر کے دم سے اعتبارِ کربلا  
 اذوقِ شامی کو قاسمؑ نے شکستِ فاش دی  
 بن گئی یہ فتحِ قاسمؑ یا دگارِ کربلا  
 چھوڑ کر جموں کو شہؑ کی گود میں، بہرِ جہاد  
 شوق سے آیا سہمک کمرِ شیرِ خوارِ کربلا

جذبہ قربانی عون و محمد بے مثال  
 کربلا اُن پر تھی صدقے وہ نثار کربلا  
 حق تو یہ ہے ہر معین حق نے حق کے سوا  
 جان اپنی دے کے طے کی رہگذار کربلا  
 کربلا میں ہیں شہیدانِ رہ حق کے مزار  
 ان مزاروں ہی پہ ہے دار و مدار کربلا  
 کربلا میں کتنی فسردوس ہیں اکیلتا نہ پوچھ  
 خلد ہے، فسردوس ہے اک اک مزار کربلا



آج ہے ضو بار اُس گھر کے سہارے آفتاب  
 ضوفشانی میں ہیں جس گھر کے ستارے آفتاب  
 دن کو پا جائے اگر کچھ ماہ پارے آفتاب  
 فاطمہ کے ماہ پر صدقے اتارے آفتاب  
 الفت و عشق و عقیدت کے نلک پر جلوہ گر  
 پانچ ، بارہ بیکہ جودہ ہیں ہمارے آفتاب  
 کیوں نہ آجاتا پلٹ کر حسب منشاء علیؑ  
 جب سمجھتا تھا علیؑ کے سبب تارے آفتاب  
 اللہ اللہ جب بھی ہم روئے غم شبیر میں  
 بن گئے آنسو ہمارے چاند تارے ، آفتاب  
 روزِ عاشورہ کی ساری داستان چشم دید  
 آج گر لو چھ کوئی تو کہہ گزارے آفتاب  
 صبح سے تا شام سرگرداں ہے غم میں بشاو کے  
 کس طرح بارِ الم اپنا انا سے آفتاب

بے محترم آتش سوزاں عدو کے ظلم پر  
 لرزہ بر اندام ہے غصے کے مارے آفتاب  
 تب رہا ہے یہ عجم بیمار میں رخ زرد ہے  
 رخ اگر ہے زرد کیا جلوئے نکھار آفتاب  
 اسے فرات آیا ہے بہر آب، با صدا آب و تاب  
 بن کے سقہ آج اک تیرے کنارے آفتاب  
 فوج کا حملہ، شہادت، شاہ کا نیزے پر سر  
 ہے گہن میں دیکھ کر یہ سب نظارے آفتاب  
 دل میں ہیں داغ غم شبیہ یکتا جس قدم  
 قبر میں چمکیں گے میری بن کے سارے آفتاب

ڈوب کر بحرِ غمِ شہ میں ابھرنا ہے ثواب  
 ڈوب کر اٹھ، پار اتر دل؛ پار اترنا ہے ثواب  
 ہے یہ وہ راہِ محبت، انبیا جس پر چلے  
 تب تو اس راہِ محبت سے گذرنا ہے ثواب  
 اک ہی تو عشقِ پاکیزہ ہے وہ جس عشق میں  
 گریہ و زاری عبادت، آہ بھرنا ہے ثواب  
 کیوں نہ میں شام و سحر دن رات ہر لمحہ ذکر  
 اہل بیتِ شاہِ ڈیکل ذکر کرنا ہے ثواب  
 پا برہنہ ہوں، گریباں چاک ہوں ہر سحر و خاک  
 یوں غمِ شبیر میں اسے دل منورنا ہے ثواب  
 روتے روتے اسے دل غمگین غمِ شبیر میں  
 راتِ گد و اور دن سے رات کرنا ہے ثواب  
 نقشِ پائے شاہِ دیں پر کجیں صدقے اتر  
 نقشِ پائے پاک پر صدقے اترنا ہے ثواب

ہم کو یہ بتلا گئے، مگر حسین ابن علیؑ  
ظلم سے ٹکرا کے راہِ حق میں مرنا ہے ثواب  
اپنے دل کے جام کو یکتا ئے بندِ حق بھر  
ہے یہ وہ سے جس سے دل کا جام بھرنا ہے ثواب

اکبرؒ ذی جاہ و عتباتِ دلاور کا شباب  
 یہ ہمیشہ کا تو وہ نفسِ سمیر کا شباب  
 ہے بھلا کس چیز کو اس وارفتگی میں ثبات  
 دو گھڑی کو بے گشتاں میں گل تر کا شباب  
 ہو گیا خالی اگر مئے سے تو رنگینی گئی !  
 بے مئے رنگیں کے ہونے تک ہی ساغرِ شباب  
 کلمہ اُردر کے دو ٹکڑے کیے بچپن وہ تھا  
 اور درِ خمیر اکھاڑا ہے یہ حیدر کا شباب  
 یوں جوانی تھی علی اکبرؒ کی گھر میں شاہ کے  
 جس طرح صحنِ چمن میں ہو گل تر کا شباب  
 کیا پلٹنے پر شباب اپنا زینہ کو بے ناز  
 کیا یونہی پٹا نہیں مقرر کے مقدر کا شباب  
 عمر کی منزل میں دونوں قاسم و اکبرؒ تھے ایک  
 تھی برابر کی جوانی، تھا برابر کا شباب

تھے ابھی چھ ماہ کے تو یوں جہاد حق کیا  
حشر کر دیتے، نہیں ہوتا جو اصغر کا شباب  
وہ حسین ابن علیؑ تھے کریم کے دشت میں  
دو پہر میں لٹ گیا جن کے بھر گھر کا شباب  
نذر تپ، نذر سفر، نذر ستم، نذر الم  
نذر گریہ ہو گیا سجا و مضطر کا شباب  
کس قدر برسیں گے اشکِ خوں غمِ شبیر میں  
دیکھتے یکتا ہم سے دیدہ تر کا شباب

ہے مرے دل میں سلامی اک قیامت کی ترپ  
 جن کی الفت فرض ہے اُن کی محبت کی ترپ  
 پوچھتی ہے مجھ سے اکثر یہ محبت سناہ کی  
 کربلا کی ہے ترے دل میں کہ جنت کی ترپ  
 سامعین مجلس مظلوم دل میں لائے ہیں  
 شہ کے ذاکر کے لیے حسن سماعت کی ترپ  
 ہاں یونہی منزل بہ منزل ہاں یونہی بس گام گام  
 کربلا تک مجھ کو لے چلے عقیدت کی ترپ  
 جب فقیری کا درجہ رکھی سرمایہ ہے پاس  
 پھر مہ کیوں دل میں کسی بھی اور دولت کی ترپ  
 اس طرح کوثر یہ ہم کو اور لاسکتا تھا کون  
 دئی ہے ساتی ہیں تیری ارادت کی ترپ  
 پردہ غیبت میں جتنے بھی چھپے اتنی بڑھی  
 میرے دل، میری نگاہوں میں زیارت کی ترپ

ہاں لُندھا دے خم کے خم نے کے، مجھے معلوم ہے  
 ہے مرے ساتی ترے دل میں سخاوت کی ترپ  
 فوجِ شہ میں جو بھی تھا۔ تھاراہ حق میں سہکت  
 دل میں تھی ہر ایک کے شوقِ شہادت کی ترپ  
 ہاشمی خوں تھارگوں میں ان کی پیہم جوش زن  
 تھی ہر اک کے دل میں اظہارِ شجاعت کی ترپ  
 اے حبیبِ ابنِ مظاہر کمرِ بلا تک شہ کے پاس  
 کھنچ لائی تم کو بچپن کی رفاقت کی ترپ  
 ترے گواہ آدیکہ کمر اپنی طرف بوئے حسین  
 اس کے دل میں ہو گئی پیدا صداقت کی ترپ  
 مہلت یک شب بے شاہ، سجدہ آخر گواہ  
 شاہ کے دل میں تھی کیا ذوقِ عباد کی ترپ  
 پیاس سے ترپی سکتے تو کہا عباس نے  
 مجھ سے اب دیکھ نہیں جاتی شہادت کی ترپ  
 اُس کی قسمت کا بھلا یکستا ٹھکانا ہے کوئی  
 بخش دیں حیدر جسے اپنی محبت کی ترپ



یہ اشکِ غم میں ان کو نہ تویوں زیریں کو سُونپ  
 دامن کو اپنے سُونپ، سرِ آستیں کو سُونپ  
 یہ اشکِ غم میں کو اکبِ غم، احتسارِ ام کر  
 ان کا مقامِ عرش ہے عرشِ بریں کو سُونپ  
 رومالِ ان کے واسطے لاتی ہیں فاطمہ  
 شکِ اس میں کمر نہ ذرہ برابر، لیتی کو سُونپ  
 جذبہ جو دل میں سجدہ گزاری کا ہے ترے  
 تو اس کو دل سے آگے بڑھ کر جبیں کو سُونپ  
 اُس ذرہ پہ چل جیاں سے ہر اک مُدِ سامنے  
 اپنی ہر آرزو شہِ دنیا و دیں کو سُونپ  
 جلوں میں پہنچنے کے جو یا رب ہے آہِ تاب  
 تنہوٹا سا ان کا عکس ہی مہرِ بہیں کو سُونپ  
 یا رب بنا دے بسِ علمِ شہ کا امیں مجھے  
 یہ کائناتِ غم مرے قلبِ حزن کو سُونپ

دے ارضِ کربلا تو ہمیں اپنی داستاں  
 یہ داستاں دردِ بے دردِ آفریں کو سونپ  
 شہِ مرنے کہا یہ تیغِ بے نقیسی قبرِ کھود  
 اصغر کو میری گود سے لے کر زمیں کو سونپ  
 دے کربلا میں قبر کی یارب مجھے جگہ  
 مرنے پہ میری روح تو خلدِ بریں کو سونپ  
 یکتا یہ ہے سلام، عقیدت کی کائنات  
 تو اپنا یہ سلام شہِ دل نشیں کو سونپ

جس میں ذکرِ قاسمِ جنت ہو، وہ محفلِ بہشت  
 ایسی محفل میں جو آئے۔ ہے اُسے حاصلِ بہشت  
 رہرو راہِ ولایت حضرت شبیرؑ کی  
 پہلی منزل کربلا ہے، دوسری منزل بہشت  
 کربلا کو شاہ کے روضے سے یہ نعت ملی  
 ہے یہاں سجدیں گردِ عرشِ خم، مالِ بہشت  
 جلوہ و حسن بہارِ کربلا کی دید کو  
 آسماں سے خود مجسم ہو گیا نازلِ بہشت  
 اس کی ہے تعمیرِ اہلِ ولاء کے واسطے  
 اہلِ بیتِ پاک کی الفت کا ہے حاصلِ بہشت  
 ہاں وہی ذاتیں کہ ہوں نورِ خدا کا جزو میں  
 ہے انھیں کے پر تو انوار کا حاملِ بہشت  
 حق کے متوالوں کے قاتلِ جاہلِ تم کی طرف  
 دور ہے تجھ سے بہت اکبندہٴ باطلِ بہشت

مُشک لے کر آئے ہیں عباسؑ اکہر فرات  
 ہے بہشتی کے قدم سے ابتر اساعل بہشت  
 راہِ حق میں جو بھی ہوتا ہے شہید اسے کر لیا  
 موہ لینے کے لیے بڑھتا ہے اُس کا دل بہشت  
 پھول ہیں عشقِ حسینؑ ابنِ علیؑ میں دل کے داغ  
 بن گیا یکتا بجائے خود بہارا دل بہشت

حسین ہی تو میں وہ بحرِ بے کراںِ حیات  
 رواںِ جن کے حرم کی میں بادِ بنِ حیات  
 ازل سے تابیہ ابدِ میر کا روںِ حیات  
 جدِ صریہ چاہیں دُھر پیرِ دیںِ حیات  
 زمینِ زندگی جاوداں سے زیرِ نیکیں  
 انہی کے قیضہ قدرت میں سماںِ حیات  
 ملی ہے ان سے غورِ اُجھل کو پِ پائی  
 یہ زندگی کے ہیں فاتح ، یہ کامرانِ حیات  
 نبراکِ قدم پہ درخشانِ نقشِ پا ان کا  
 یہ نقشِ پا ، رہِ بستی میں ہے نشانِ حیات  
 انہی کی راہِ محبت ہے ایک نورِ کافِط  
 انہی کی راہِ محبت ہے لکشانِ حیات  
 انہی کے نام پہ مرنا ہے زندگی کی نوید  
 انہی کے نام پہ مرتے ہیں سرخوشانِ حیات

اُدھر اُدھر کی فضا ہو گئی حیاتِ آسمان  
 جدھر جدھر یہ گئے گئے کے کاروانِ حیات  
 پیامِ زندگی جادوؤں انہی نے دیا  
 قسم ہے خالقِ جاں کی یہی جانِ حیات  
 انہی کے دم سے ہے دنیا ئے زندگی قائم  
 نہ ہو جو آپ کا قائم مٹے جہاںِ حیات  
 بنا نویدِ بقائے دوام حق کے لئے  
 حسین نے وہ دیا حق کو ارمغانِ حیات  
 انہی کے فیضِ نگاہِ حیات آگئیں سے  
 ہے کربلا کی زمیں آج آسمانِ حیات  
 بنایا تیغ کے پانی کو جس نے آبِ بقا  
 دیا وہ موت کی صورت میں امتحانِ حیات  
 جوان کے سر پہ حوادث کے چھائے تھے بادل  
 وہ آج ہیں سرِ امت پہ سائبانِ حیات  
 کلائی موت کی بڑھ کر مڑ دیتے ہیں  
 بڑے غضب کے جھیلے ہیں عاشقانِ حیات

جو ہونی چاہیے دراصل اک حیات کی شان  
بس ان کے در پہ نظر آئے گی وہ شانِ حیات  
کسی شہید سے سن لو حیات کی تشریح  
نہیں ہے ایک، بہتر میں ترجمانِ حیات  
یہی ہیں محرمِ اسرارِ زندگی یکت  
انہی کو حق نے بنایا ہے راز دانِ حیات

نئے نہ شانِ سبیل الہی نہ یہ کوثر کے ٹھاٹھ  
 مجلسِ شہ میں جو دیکھے ہم نے چشمِ تر کے ٹھاٹھ  
 اس میں کیا شک ہے بہت کچھ تھے دُخیز کے ٹھاٹھ  
 مٹ گئے دُستِ علیؑ میں اُس کے سب اُس دُک کے ٹھاٹھ  
 تم نے قنبر! کیوں قطارِ اونٹوں کی دُک کو چھوڑ  
 کیا نے کچھ تم نے دیکھے بخششِ حید کے ٹھاٹھ  
 کس تجل سے یہ مجھ کو استراحت ہیں عسی  
 اور ہی کچھ ہیں نبیؐ کے آج تو بستر کے ٹھاٹھ  
 آئے تھے لڑنے کو حیدر سے بڑے دُلوں کے ساتھ  
 بل گئے خباک میں وہ مریدِ غنتر کے ٹھاٹھ  
 عشق کریں، کوٹھائیں اپنے گھر تاریں، کچھ کریں  
 ان کے آگے کیا ہیں خورشید و مہ و اختر کے ٹھاٹھ  
 اشکِ ٹپکے ہیں جو آنکھوں سے علمِ شبیر میں  
 ان کے وہ ہیں ٹھاٹھ جو کب ہیں کسی گھر کے ٹھاٹھ



لوگ کہتے تھے کہ پلٹا ہے محمدؐ کا شباب  
 سر سے پاتک دیکھتے تھے حبیبی اکبرؑ کے ٹھٹھا  
 کربلا میں سب رضائے حق پہ قرباں کر دیے  
 اک حسینؑ ابن علیؑ نے اپنے سارے گھر کے ٹھٹھا  
 تیغ لاتے ہیں قسم کی تو گردن کی سپر  
 ہیں الگ ہر اک سپاہی سے علیؑ اصغرؑ کے ٹھٹھا  
 جس کی درباری کو آتے ہیں فرشتے رات دن  
 کیا تصویریں کسی کے اُمیں گئے اس گھر کے ٹھٹھا  
 ہے درجہٴ نبوت کی یہ خواہش کہ قرباں جائیے  
 ہیں نجف میں ایسے کچھ بیکشتاؤں حیدرؑ کے ٹھٹھا

ہے سترِ ذلِشاں کے دم سے شانِ قرآن و حدیث  
 بن گئے یہ جان دے کر جانِ قرآن و حدیث  
 گھر میں گلِ قرآن آیا، گھر سے نکلی ہر حدیث  
 ان سے بڑھ کر ہو کسے عرفانِ قرآن و حدیث  
 معرفتِ ان کی ہے اللہ و نبی کی معرفت  
 آپ کا عرفان ہے عرفانِ قرآن و حدیث  
 آپ کا دامن چھٹا تو دامنِ ایماں چھٹا  
 آپ کا دامن ہے دامنِ قرآن و حدیث  
 آپ کو جس نے بھلایا اپنے دل سے شاہِ دین !  
 وہ بھلا بیٹھا سبھی فرمانِ قرآن و حدیث  
 ہم نے پہچانا انہی کی رہبری سے آپ کو  
 ہم پر کیا کچھ کم ہے یہ احسانِ قرآن و حدیث  
 ہو گئے نذر خزاں جنگل میں گلرو آپ کے  
 کریم میں لٹ گیا بتانِ قرآن و حدیث

پھر ضرورت آپ کی ہم کو ہے اے معارفِ حق  
 ہو رہا ہے منہدم ایوانِ قرآن و حدیث  
 آپ پر قرباں ہوئے جو گربلا کے دشت میں  
 حق تو یہ ہے وہ ہوئے قربانِ قرآن و حدیث  
 خاندانِ احمد وجیہِ در ہے یکتا دیں پناہ  
 اس کا اک اک فرد ہے ارمانِ قرآن و حدیث

نظر میں ہے مئے ہستی کے ہر سرشار کی سچ دھج  
 ہے ان سب کے الگ کوثر کے بادِ خوار کی سچ دھج  
 غدیرِ خم کے مستانوں کا وہ عالم ہے عالم میں  
 کہ جس کے سامنے ہے ہیچ ہر ہشیار کی سچ دھج  
 صدف کی آبر و پانی ہو نظروں سے گرے موتی  
 غمِ شہ میں ہے یہ ہر چشم گو ہر بار کی سچ دھج  
 جواتری عرش سے قبضہ علیٰ کا جس کے قبضے پر  
 کئے جس سے پُر جبریل اُس تلوار کی سچ دھج!  
 زنگاہیں فوج پر، بل چتونوں پر، ہاتھ قبضوں پر  
 عجب تھی کمر بلا میں شاہ کے انصار کی سچ دھج  
 وہی ہے آن بان اکبر میں سرتا پا محمد کی  
 وہی عباس میں ہے حیدر کدھر کی سچ دھج  
 گلے جس کو لگایا مرثادہ حسن پر اُس کے  
 یہ تھی شیر خدا کی تیغ جو ہر دار کی سچ دھج،

اُنی بر چھی کی بن کر سر کنتوتی دل میں جب اُترے  
 عدد کو کیوں نہ کھٹکے شہادۂ کے مہوار کی سج دھج  
 بر مہنہ ہمیں سر و پا، لب پہ نوحہ، ہاتھ سینے پر  
 بنی بے حسنِ فطرت شہ کے ماتم دار کی سج دھج  
 ردیفِ سخت سے ربطِ قوافی اتنا بر حبستہ  
 یے اپنے رنگ میں پکتا ترے اشعار کی سج دھج

ہے مری فکر رسا کی مدحِ حیدر تک پہنچ  
 اس وسیلے سے ہے اللہ و پیغمبر تک پہنچ  
 گھر شربِ ہجرت علیؑ کو دیکھنا ہے محو خواب  
 چل سکے تیغوں کی دھاروں پر تو بستر تک پہنچ  
 اک نظر میں دیکھنا ہیں گھر علیؑ کے معرکے  
 فتحِ صفین و جمل سے فتحِ خیبر تک پہنچ  
 منبرِ شبیر سے پڑھتا ہوا مدحت کے شعر  
 چل بجف تک اور بجف سے حوضِ کوثر تک پہنچ  
 لاکھ الفاظ و مضامین کا گزر ہے ذہن تک  
 لاکھ تلمیحوں کی ہے طبعِ سخنور تک پہنچ  
 رہے گدایانِ دیرِ حیدر کی نظروں میں شبک  
 قسمتِ دارا و جمشید و سکندر تک پہنچ  
 یہ کرامتِ عرش سے آئی ہے لے کر ذوالفقار  
 فرشِ پیر ہے، پیر ہوئی جبریل کے پیر تک پہنچ

مجلسِ سبطِ نبی میں کم نہیں معراج سے  
 ذاکرِ شبیر کی بالائے منبر تک پہنچ  
 باعثِ صدِ فخر ہے جن و ملک کے واسطے  
 بختِ قبر تک پہنچ کر کے مقدر تک پہنچ  
 شہ کے غم میں آنسوؤں کو ابھرتے تیری  
 خونِ دل! تو دل سے چل اور دیرِ ترک پہنچ  
 مکرشوں نے سراٹھایا ہے بہت اذوِ فقر  
 دیر کرنا ہے قیامتِ سر سے اب تر تک پہنچ  
 یہ خوشی کی لہر میں کہتی تھی ہر موجِ فرات  
 ہے ہماری پائے عباسِ دلاور تک پہنچ  
 یادگارِ ہمیشہ مصطفیٰ ہے ہر ازاں  
 نام لے اکبر کا اور اللہ و اکبر تک پہنچ  
 بابِ شہرِ عیلم تک یکتا پہنچنا ہے اگر  
 پہلے اس کی سعی میں شبیر کے در تک پہنچ

وہ کیوں ہو جلوۂ بالائے بام کا مدار  
 جو ہے تجلّیٰ حسنِ تمام کا مدار  
 بعدِ خلوص بھری بزم میں مرے ساقی  
 نہیں ہے کون ترے اذنِ عام کا مدار  
 ہے اذنِ عام بھی فیضِ دوام بھی ساقی  
 ہر ایک ہے ترے فیضِ دوام کا مدار  
 بعدِ شعورِ عقیدت نفسِ نفس ہے مرا  
 ہر ایک ساقی گروں مقام کا مدار  
 کہاں سے لائے گا میری سی پختگی خیال  
 وہ شیخ ہے جو خیالاتِ خام کا مدار  
 وہ خوش خرام کہ قوسین جس کے زیرِ قدم  
 مزاجِ عشق ہے اُس خوش خرام کا مدار  
 میں ہوں غلامِ علیؑ، لا الہ الا اللہ  
 علیؑ کے عین کا کلمے کے لام کا مدار



نبیؐ کا بارِ صواں قائم مقامِ زندہ ہے  
 یہ دل ہے قائم قائم مقام کا مدار  
 جو یہ امام ہیں تسبیح کے تو ہم دانے  
 ہر ایک دانہ ہے اپنے امام کا مدار  
 عجیب یہ رشتہ الفت ہے رشتہ تسبیح  
 سے تنوِ دلوں سے گذر کر امام کا مدار  
 ہر ایک قطرہٴ خوں اور ہر ایک موئے بدن  
 عظیم حسینؑ کے سوزِ ستام کا مدار  
 تمہارے علم کا مرے دل پہ جو نقشِ دوام  
 مراقب اُسی نقشِ دوام کا مدار  
 لبِ عبادتِ معبود بھی ہے اسے سجاد  
 ترے سجود و قعود و قیام کا مدار  
 خدا گواہ کہ تیرا سلام ختمِ سناز  
 تری نماز کے ہے اختتام کا مدار  
 تشہد اس کا ہے شاید کہ خود سلام ترا  
 نماز میں بھی ہے تیرے سلام کا مدار

بہشت و خلد و اِرم اُس کی کیونہ ہو جاگیر  
 جو ہو حسین علیہ السلام کا مداح  
 دیا ہے شتر نے جواب سلام اے یکتا  
 ہوں اس عطا سے جواب سلام کا مداح  
 ہر اک سوال پہ منکر نکیر کے یکتا!  
 کہوں گا ہوں میں شترِ قشنہ کام کا مداح

یوں بھی بدلے نہ کبھی گردشِ ایام کا رخ  
 نہ رہا صبح کا وہ رخ نہ رہا شام کا رخ  
 بعد مرنے کے رسولِ عربی کے ہشتہ کو  
 بدلا بدلہ نظر آتا تھا درو بام کا رخ  
 امتحانِ عشق کا دینے کو چلے ہیں شبیر  
 کربلا کی طرف اُن کے بے ہرک گام کا رخ  
 کربلا کا رگہِ عشق کا ہے دوسرا نام  
 صاف ہے کرب و بلا کی طرف اس نام کا رخ  
 رخ ہے شبیر کا دنیا کے مصائب کی طرف  
 اور شبیر کی جانب، غم و آلام کا رخ  
 منتظر آج ہے یکیتا کی تہی دامانی  
 دیکھیے کب ہو ادھر شہِ ۛ کے اکرام کا رخ

کیوں ہو حقیقت کی طرف مدح کے اشعار کا رخ  
 جانبِ خلدِ نجف ہے مرے افکار کا رخ  
 اللہ اللہ مری مدحیتِ بسیار کا رخ  
 جس میں ہر رخ سے عقیدت کی ہے اظہار کا رخ  
 شورِ ربِ آرنی خواہشِ اظہار کا رخ  
 لٰنِ ثرائی کی صدا حسرتِ دیدار کا رخ  
 اے حسینِ دو جہاں ! ماہِ جبینِ عرشِ نشین  
 عرش و کرسی بھی ہیں اک تیرے ہی انوار کا رخ  
 ہر تجلی کا میں مرکز مری آنکھیں مراد ل  
 ہے مری سمت ترے جلوۂ ضو بار کا رخ  
 رخ سے رخ جس کے جلایا میں وہ رخ، ترانِ رخ  
 کیوں یہ رخ سار نہ دیکھیں ترے رخسار کا رخ  
 جس سے رخ تیرا پھر اس کے رخ حق بھی پھرا  
 جو ترے رخ پہ ہے حق کے ہے ادھر پیار کا رخ

مجھ کو کچھ کہنے کی ساقی سے ضرورت نہ پڑی  
 اُس کی گفتار میں تھا خود مری گفتار کا رخ  
 بے طلب دیدیے ساقی نے مجھے جام پہ جام  
 مظہر خواہشِ دل تھا جو طلبگار کا رخ  
 پی شرابِ غمِ شبیر تو غم کھا کے پھرا  
 صفحہ غم کی طرف دستِ قلم کار کا رخ  
 نو نہالِ چمنِ فاطمہ شیرب سے چلا  
 جانبِ فصلِ خزاں ہے گل و گلزار کا رخ  
 گھر سے نکلا ہے خریدارِ رضا سے محبوب  
 دیکھ کر جنسِ محبت کے خریدار کا رخ  
 دیکھئے گرمیِ بازار و فاکیا دکھلائے  
 نقدِ جاں پاس ہے اور عشق کے بازار کا رخ  
 جان لے لو، ہمیں قیمت میں شہاد دیدو  
 کہہ رہا تھا یہ شہاد کے طلبگار کا رخ  
 خون سے صفحہ ہستی پہ بنے نقشِ عمل  
 سوئے حق کہہ گئے یہ ہے عشق کے فلک کا رخ

تیرے اعدائے سید و تیرے کیا سائے آئیں  
 روز روشن کے عقب میں ہے شبِ تار کا رخ  
 آتشِ کفر کو خود کھینچ رہے ہیں شعلے  
 ہے جہنم کی طرف شیخِ بد اطوار کا رخ  
 شیخ! کج ہے جو تری راہ تو دستار بھی کج  
 آئینہ دیکھ! ہے اٹا تری دستار کا رخ  
 ہاں مرے ساتھی خوش دست! ایک دست بدست  
 دونوں ہاتھوں میں جمع ہو نہ ہو لٹکار کا رخ  
 میرے ساتھی نے لگا دی ہے دلا کی اک شرط  
 ہے اسی شرط میں لٹکار اور اقرار کا رخ  
 تیرے شیشے میں ہے مے اور مرہا تھیں جام  
 جام نکلتا ہے تیرے شیشہ مے بار کا رخ  
 جو سر دست، سر دست ہے، یہ جام تو بھر  
 دیکھتا کیا ہے بھلا رندِ قدحِ خوار کا رخ  
 جس پہ الفاظ تھے حبِ علیؑ ہیں کندہ  
 ہے اُسی جام کی جانب تیرے میخوار کا رخ

رُخ اُدھر کر کے لےیں سوئے جہنم بھلے گئے  
 جس طرف نشہ نے کیا تیغِ شرّ بار کا رُخ  
 ہاتھ بندھوا کے سوئے سرورِ کونین چلا  
 آگیا تر کو نظر قسمتِ بیدار کا رُخ  
 تر تھا دوزخ کے ڈہانے پہ، مگر نشہ کا کرم  
 پھر گیا سوئے جہنمِ گنہگار کا رُخ  
 غیظ میں سب حبشی آگے شمشیر بدست  
 بڑے فضیلت نے وہ بدلا بھرے دربار کا رُخ  
 کھائے غش کھائے میں، پیئے میں پیا خونِ جگر  
 اس خور و نوش کی جانب رہا بیمار کا رُخ  
 ہو گیا داخلِ دشنامِ ترانامِ بیزبدا  
 فتحِ ظاہر میں تری، یہ بھی تو ہے بار کا رُخ  
 رُخ نگین کا یکپتا مری جانب سے بھرا  
 جب ہوا اُن کی طرف حیدرِ کرار کا رُخ

آسمانِ حق کے روشن چاند تاروں پر درود  
 مطلعِ دینِ مہیں کے جلوہ باروں پر درود  
 عالمِ منظومیت کے تاجداروں پر درود  
 صبر و استقلال کے پروردگاروں پر درود  
 کارنامے نقش میں جن کے دلِ تابناک پر  
 حق کی قربانگاہ کے اُن شاہکاروں پر درود  
 لاکھ تیروں میں نمازیں جو مجاہد پرٹھ گئے  
 اُن حقیقی عابدوں طاعت گزاروں پر درود  
 دستِ فاسق پر کسی صورت سے بھی بیعت کی  
 بات پر مرٹنے والوں، کامگاروں پر درود  
 کشتیِ دینِ نبیؐ کا، کشتیِ اسلام کا  
 جو سہارا بن گئے اُن بے سہاروں پر درود  
 دشتِ ظلم و جور میں لوٹا گیا جن کا وقار  
 ذی حشم، ذی مرتبہ، اُن باوقاروں پر درود



تھی وہاں مسجد شہادت کو یہاں ہے کربلا  
 حیدر و شبیر سے سجدہ گزاروں پر درود  
 حق کی خاطر کوہ سے باطل کے جو ٹکرا گئے  
 اُن بزرگوں، نوجوانوں شہسواروں پر درود  
 نوکِ نیزہ پر بھی جو پیغامِ حق دیتے رہے  
 حق کے ان پیغامبرِ محبت شعاروں پر درود  
 مرنے والوں پر جو اپنے خود بھی رو سکے نہ تھے  
 کربلا و رثام کے اُن سو گواروں پر درود  
 احمد و حیدر یہ زہرا یہ حسن اور حسین  
 دستِ قدرت کے غیبیں ان شاہکاروں پر درود  
 یہ رسولِ پاک، ان کی آل کے افرادِ پاک  
 جس قدر جتنے ہیں اُن سارے کے سارے پر درود  
 سے محمد کے گلوں سے جن بہاروں پر بہار  
 اک لہلہ سے بلا فصل اُن بہاروں پر درود  
 اُن جگر یاروں پہ حیدر اور زہرا کے سلام  
 اُن رسولِ پاک کی آنکھوں کے تاروں پر درود

معرفت حق کی جنہیں حاصل ہے اُن سب پر سلام  
 اُن تمام اسرار حق کے رازداروں پر درود  
 پینے آئے تھے شہادت کی جو پاکیزہ شراب  
 کمر بلا کے اُن مقدس بادہ خواروں پر درود  
 ہے یہ حسرت مستحق میں جو درود پاک کے  
 اُن پہ بھیجوں جا کے خود اُن کے مزاروں پر درود  
 مر مٹا اور جس نے آپؐ کو آنے نہ دی اسلام پر  
 اس حسین اور اُس کے یکتا جانثاروں پر درود

عترت کی منزلت ہے رسول خدا کے بعد  
 سنیے سلام نعرہ صل علی کے بعد  
 یوں پتھن میں ختم شدہ کربلا کے بعد  
 جیسے چھٹی نماز نہیں ہے عشا کے بعد  
 سیدھا ہے اس دیار سے جنت کا راستا  
 آساں میں منزلیں مری سب کہیں کے بعد  
 احمد بھی اور علی بھی ہیں ربّ علی کے بعد  
 بے شک ہے نا خداؤں کا درجہ خدا کے بعد  
 میرا خدا خدا ہے ، مرا نا خدا علیؑ  
 قبل از رسولؐ وہ ، یہ رسول خدا کے بعد  
 کوئی خدا نہیں ہے ، کوئی نا خدا نہیں  
 میرے خدا کے بعد میرے نا خدا کے بعد  
 لیکن خطا معاف ، غلط میں نے کہہ دیا  
 کچھ اور نا خدا تو ہیں اس نا خدا کے بعد

پہلے امام یہ ہیں تو گیارہ ہیں اور بھی  
 ہر ایک ناخدا ہے ہر اک ناخدا کے بعد  
 ہے ناخدا اے عصر ہمارا امام عصر  
 ہاں ناخدا نہیں کوئی اس ناخدا کے بعد  
 شہ نے کہا جولا کہ ہوں مجرم کروں معاف  
 نادم ہوں صحر کی طرح جو اپنی خطا کے بعد  
 بولا ادا شناس حقیقی کہ اے حسین  
 ہے ہر ادا عظیم تری ہر ادا کے بعد  
 پہلے نہ کر بلا سے کوئی کس کر بلا ہوئی  
 ہوگی نہ کر بلا کوئی اس کر بلا کے بعد  
 بولے حسین اس پہ بھرا گھر مرا انشا  
 کیا اور چاہیے مجھے حق کی رضا کے بعد  
 یکتا شفیع روز جزا جب میں پنچن  
 کیا خوفِ حشر ہو مجھے ان کی دلا کے بعد

اے رحمت خدا نہ جہاں خطا میں ڈھونڈ  
 مداح اہل بیت کو بزم ثنا میں ڈھونڈ  
 اے چشمِ نغم نہ آبِ وریبِ بہا میں ڈھونڈ  
 پیہم بہا بہا کے سرِ شکرِ ترا میں ڈھونڈ  
 احمد، علیؑ و فاطمہؑ و مجتبیٰؑ میں ڈھونڈ  
 حسنِ خدا کو حسنِ شہرِ کربلا میں ڈھونڈ  
 ان میں خدا کو اور انھیں حق میں ڈھونڈ  
 ہر حق نما کو آئینہ حق نما میں ڈھونڈ  
 جب کچھ نہ تھا یہ تھے، انھیں حق نما میں ڈھونڈ  
 خالقِ نسے عزمِ خلقتِ ارض و سما میں ڈھونڈ  
 آسکے طورِ جلوہ گہ کبریا میں ڈھونڈ  
 نورِ خدا جو ہوں انھیں نورِ خدا میں ڈھونڈ  
 یثرب میں کمرِ تلاش، نہ بیتِ خدا میں ڈھونڈ  
 عزم و عمل کو ساتھ، فقط کربلا میں ڈھونڈ

اہل نظر جو ہو تو یہ ارض و سما میں ہیں  
 یہ کس جگہ نہیں ہیں؟ فضا و خلا میں ڈھونڈ  
 ارض و سما، فضا و خلا کیا ہیں، تو انھیں  
 و نیائے اختیار بقا و فنا میں ڈھونڈ  
 قائم ہے یہ نظامِ خدائی انھیں کے ساتھ  
 ان کو خدا کے ساتھ نظامِ خدا میں ڈھونڈ  
 ہے عالم جزا و سزا ان کے ہاتھ میں  
 تو ان کو اقتدارِ جزا و سزا میں ڈھونڈ  
 عقدے یہ کہہ رہے ہیں، علیٰ حل کریں ہمیں  
 عقدہ کشائی ناخن عقدہ کشا میں ڈھونڈ  
 ذاتِ علیٰ کو ڈھونڈ نہ محدود و وصف میں  
 ان کو صفاتِ بے حدود بے انتہا میں ڈھونڈ  
 مولد میں ج ہو، جائے شہادت میں ہو نماز  
 یوں ابتدا میں اور انھیں یوں انتہا میں ڈھونڈ  
 ہیں سو جگہ علیٰ کی ولایت کے تذکرے  
 دل سے تو ایک بار کتابِ خدا میں ڈھونڈ

یا تو یہ مان لے کہ علیؑ بے مٹاں ہیں  
 یا ان کا مثل وسعتِ ارض و سماں ڈھونڈ  
 زمہرا کا کفو ہی نہ ملے گا بجز علیؑ  
 اصحاب کا تو ذکر ہی کیا انبیاء میں ڈھونڈ  
 گر صبر و شکر کی تجھے دولت کی ہے تلاش  
 دولت یہ تو حسینؑ کی دولت سرا میں ڈھونڈ  
 شبیر سا دلیر و جگر دار و حق پرست  
 گراویا کی صف میں نہیں انبیاء میں ڈھونڈ  
 پھیل ہی آتسوؤں کے چراغوں کی روشنی  
 آ، اپنی شاہراہِ نجات اس ضیاء میں ڈھونڈ  
 تاریکی گنہ در مجلس پہ رہ گئی  
 اب تو ثواب مجلس نور آشا میں ڈھونڈ  
 یکتا سلام کہیے غم کے تاثرات  
 اہل حرم کے نوحد و آہ و لیکامیں ڈھونڈ

کس نے کہا، بے تذکرہ جامِ خَم لذیذ  
 کہتے ہیں ذکرِ ساقی کو شر کو ہم لذیذ  
 دنیا کی ہر خوشی سے زیادہ ہے غم لذیذ  
 سارے غموں میں ہے غمِ شادِ اُمم لذیذ  
 بڑھتی ہی جا رہی ہیں غمِ شہ کی لذتیں  
 ہوتا ہی جا رہا ہے یہ غمِ دمِ بدم لذیذ  
 کھاتے ہیں کس مزے سے ہر اک اور صدق پر  
 معصوم کی بے سچ کے لیے ہر قسم لذیذ  
 پختہ جو ہیں یہ الفتِ آلِ رسول میں  
 ہوں کس لیے نہ میوۂ بارِ ارم لذیذ  
 اشکِ غمِ حسین کو نہ نکھیں نہ پی سکیں  
 ان کو کوئی بھی کہہ نہ سکی چشمِ غم لذیذ  
 خونِ عدو کی تجھ کو بڑی لگ گئی ہے چاٹ  
 کیا کافروں کا خون ہے تیغِ دو دم لذیذ



بوسہ لیا نقوشِ قدم کا جو شاہ کے  
 بوئے یہ لب سے خاکِ نقوشِ قدم لذیذ  
 قربانیِ حسن کے بھی قربان جا سیتے  
 اس طرح لے کے پی لیا جیسے تھا ستم لذیذ  
 اکبر نے زن میں برتھی کا پھل کھا کے یہ کہا  
 حق پر نہیں ہے کھانے میں یہ پھل بھی کم لذیذ  
 شہ نے کہا خدا کی محبت میں کھائے میں  
 بے حد میں زخمِ تیغِ جفا و ستم لذیذ  
 بند ان پہ کربلا میں خور و نوش ہو گیا  
 ملتا جمھیں طعام بنا زو نعم لذیذ  
 اصغر کماں سے بوئے کہ خمِ کھنچ کے خوب کھا  
 معلوم ہو رہا ہے جو تجھ کو یہ حسم لذیذ  
 میں داستاں نویسِ غم اہلِ غربت ہوں  
 کرتا ہوں داستاں غمِ شہِ رقص لذیذ  
 اس داستاںِ عشق کی لذت نہ پوچھیے  
 کہہ دے جسے بہ شوقِ زبانِ تسلیم لذیذ

کاغذ مرے قلم کی زباں چاٹنے لگا  
 مدحِ علیٰ میں ہے وہ زبانِ قلم لذیذ  
 ہیں کان سب صریرِ قلم پر لگے ہوئے  
 ہے مدح میں صدائے صریرِ قلم لذیذ  
 کی ذوالفقار نے بھی پر جبرِ سبیل پر  
 اک داستانِ ضربتِ حیدر رقمِ لذیذ  
 اُف بعد قتلِ شاہ، لڑائی کے جو ترک  
 کھانا نہ کھا سکے کبھی اہلِ محرم لذیذ  
 یکتا سلام کہنے میں کیا ہے مزا، نہ پوچھ  
 شبیر کا ہے ذکرِ خدا کی قسم لذیذ

غم شبیرِ دل میں چٹکیاں لیتا ہے رَہ رَہ کمر  
 میں اس غم میں نہ کیوں روتا رہوں، شعا کدہ کہہ کمر  
 مرے اشکوں نے بزمِ غم میں میری آبرور کھ لی  
 غم شاہِ شہیدِ ال میں بہ میں اندازِ بہتہ کہہ کمر  
 غم شبیرِ میں، اشکوں کا دریا، اُس کی یہ موجیں  
 لبِ کوثر میں پہنچو گا انہیں موجوں میں بہتہ کہہ کمر  
 مدد کو جب یہی تشریف لاتے ہیں بہ ہر مشکل  
 زباں پر کیوں نہ آئے پھر، علی کا نام رَہ رَہ کمر  
 علی کا عشقِ غائب آئے گا میرے گناہوں پر  
 ابد کے روز تک بھرے گی میری قبر دہ دہ کمر  
 کیا جیڈر پہ ہر دشمن نے ہر سردار دھوکے سے  
 کیا جیڈر نے ہر دشمن پہ ہر سردار کہہ کہہ کمر  
 وہ کل کفر پر جب کل ایمان نے ظفر پائی  
 دلوں پر دشمنانِ دیں کے کوٹھ سانپ دہ کمر

زمانے میں کہاں شبیئر کا ماتم نہیں ہوتا  
 لہو شبیئر کا کس جا نہیں پہنچا ہے بہرہ کمر  
 وہ بیماری کے بادل وہ گھٹائیں ظالمِ اعدائی  
 ہوا تھا مضمحل شبیئر کا اک چاند گہ گہ کمر  
 یہ صابر ابن صابر تھا یہ شاکر ابن شاکر تھا  
 یہ صبر و شکر کرتا تھا ہر اک بیدار نہ سہ کمر  
 فرشتوں نے یہ مجھ سے قبر میں آکر کہا یکتا  
 سناؤ کچھ علیؑ کی مدح میں اشعار کہہ کہہ کمر

مومنؑ کی تو نگاہ کو چھوڑ اور ضرور چھوڑ  
 لیکن مری نظر کو نہ اسے برقِ طور چھوڑ  
 ہاں چھوڑ سازِ مستی و کیف و سرور چھوڑ  
 اسے دل تو بزمِ نور میں نغماتِ نور چھوڑ  
 اسے ہر ربطِ حیات جو میں عینِ زندگی  
 نغماتِ اُن کے زلیست سے اتنی نہ دور چھوڑ  
 کر جنتِ نجف کی بہاروں کا تذکرہ  
 رضواں نہ تو فناء و حورو و قصور چھوڑ  
 واعظِ بس اب حصولِ تمنا کی بات کر  
 غیبت کا ذکر چھوڑ کے ذکرِ ظہور چھوڑ  
 منبعِ پرہ، حق کا قصہٴ فتح و ظفر سنا!  
 باطل کی داستانِ شکستِ غرور چھوڑ  
 نوکِ مژہ سے، آلسوؤں کے تار کے لیے  
 یہ کہہ رہا ہے پھر غمِ شہ کا و فور، چھوڑ

محشر میں اے مورخِ تاریخ کربلا!  
اے کربلا کی بات خدا کے حضور پھیر  
یکتہ ہوا ہے عفو گنہ چل رہی ہے خوب  
ایسے میں نوکرِ جامِ شرابِ طہور: بھیر

مَدَحِ حیدر کی کہیں سے بھی جو آئی آواز  
 وہ مری روح میں بالیدگی لائی آواز  
 ایک فارسق نے جو بیعت کی اٹھائی آواز  
 اٹھ کے شبیر نے فوراً وہ دِ بائی آواز  
 شہ کے کانوں کو جو بیعت کی نبھائی آواز  
 آج تک پھر کسی جانب سے نہ آئی آواز  
 یا علیؑ کا جو یہاں میں نے لگا یا نعرہ  
 یا علیؑ کی لبِ کوثر سے بھی آئی آواز  
 سورہٴ قُل کی لگے رند تلاوت کرنے  
 اِن کو قُل قُل کی جو مینا نے سنا لی آواز  
 صرف اپنوں ہی کی آواز سے مانوس ہیں ہم  
 اپنے کانوں میں سَمائی نہ پرائی آواز  
 یوں ازاں خواں تو ہزاروں میں مگر بہرِ افا  
 ایک نے بھی علی اکبرؑ سی نہ پائی آواز

لاشِ عباسؑ پہ رورو کے کہا یہ شہؑ نے  
پھر سنا دو مجھے اپنی مرے بھالی آواز  
بعدِ قتلِ شہؑ وہیں ترکِ مسرت یہ ہوا  
شہؑ کے گھر سے کبھی مہنسے کی نہائی آواز  
سب قریب آگئے سننے کے لیے اُس کا سلام  
اہلِ فردوس کو یکتا کی جو آئی آواز



جس میں ہے نہ عجلت کا نہ تاخیر کا انداز  
 ہے سب سے الگ سجدہ شبیر کا انداز  
 بولایہ لہو شاہ کا اسے خوابِ براہیم  
 جھمبیں ہے مکمل تری تعبیر کا انداز  
 احمد میں اور اکبر میں نہیں فرق سہرؤ  
 جو اصل کا ہے ہے وہی تصویر کا انداز  
 اے حرّ تری قسمت پہ فدا لاکھ مقدر  
 ہے رشک کے قابل تری تقدیر کا انداز  
 لے آئی خطا حر کو قریب شبہِ ذیباہ  
 تحزیب نے بدلا جو بھی تعبیر کا انداز  
 حیدر نے جواں مردیاں عباس کو بخشیں  
 زینب کو عطا کر دیا تقسیم کا انداز  
 یکتا کے گنہ دھو دیئے مداحی شہ نے  
 اشرے تبدیلی تقدیر کا انداز

ہے دھوپ اچھا اُداس اور ہوا اُداس  
 عاشق کا ہے دین، ہے مکمل فضا اُداس  
 وہ رنج و غم، ہیں آج بہت فاطمہ اُداس  
 فرط الم وہ ہے کہ ہیں شبیر خدا اُداس  
 اس حادثہ پہ روج حسن ہے ملول تر  
 اس سانحہ پہ آج ہیں خود مصطفیٰ اُداس  
 شبیر کو ہے آج مصائب کا سامنا  
 سب ہیں اُداس، ہیں جوشہ کربلا اُداس  
 یہ سب اُداس ہیں تو خدائی اُداس ہے  
 ہر چیز کا نسات تھی ہے بے ملامت اُداس  
 ساتی تھے جب اُداس تو رونق بھلا ہو کیا  
 ساتی کے ساتھ گل کا ہے گل میکہ اُداس  
 ہیں میکشان بادۂ مدحت بھی تو خوال  
 ماتم کی رونقیں ہیں خوشی کی فضا اُداس

ساحل بھی مَصلَح ہے تو موجیں بھی مُسیت  
کشتی تُرکی ہوئی ہے کہ ہے ناغدا اُداس  
پیکتا رہیں اُداس یہ دونوں جہاں یوہنی  
شبِ بَیڑ کا نہ ہو کبھی ماتم کردہ اُداس

کروں کچھ مُدعا پانے کی کوشش  
 نجف اور کربلا جانے کی کوشش  
 رُخِ باطل پہ دو بڑھ کر طہا نجہ  
 کرو یوں حق کو اُجلانے کی کوشش  
 غمِ شبیر میں لذت سے بے حد  
 کرو بس شہِ کاظم کھانے کی کوشش  
 کرو آلِ محمد سے محبت  
 کرو جنت کے اپنانے کی کوشش  
 چلو شبیر کے نقشِ قدم پر  
 کوفینے کو، مرجانے کی کوشش  
 رہِ مدحت میں یہ جی چاہتا ہے  
 کروں حد سے گزر جانے کی کوشش  
 مگر حد ہو گزرنے کی تو گزروں  
 عبثِ مدحت کی حد پانے کی کوشش

مری اے چشمِ تر تو شہ کے غم میں  
 کیے جا اشکِ برسانے کی کوشش  
 عذو کرتے رہے سببِ بنی پر  
 بہر صورت ستم ڈھانے کی کوشش  
 ادھر کوشش نمازِ آخری کی  
 ادھر سے تیر برسانے کی کوشش  
 بہت فرمائی عبتاس جہری نے  
 وہ مشکِ خشک بھر لانے کی کوشش  
 نہ ابنِ سعد کی حشر نے سنی بات  
 بہت کی اس نے بہکانے کی کوشش  
 وہ ٹکراتی ہیں سرِ ساحل پہ موجیں  
 ہے پیاسوں تک پہنچ جانے کی کوشش  
 علمِ اولاد میں بڑے غلی نے  
 بہت کی ضبط فرمانے کی کوشش  
 میں یکتا جا کے دربارِ نجف میں  
 کروں بخشش کے پروانے کی کوشش

شہ کے تھا انصار میں ہر ایک شہنشاہِ خلوص  
 تھی وفا کے عرش تک ہر اک کی پروازِ خلوص  
 تھا نہاں ہر سازِ حق میں جیسے اعجازِ خلوص  
 ایک ہی ہر ساز سے آتی تھی آوازِ خلوص  
 کون تھا ان کے علاوہ زمزمہ سازِ خلوص  
 دی اذالہ کرنے میں بھی بہ اندازِ خلوص  
 دل میں تھا ایک ایک کے عشقِ خدا کا سوزِ ساز  
 ساز میں سوزِ خلوص اور سوز میں سازِ خلوص  
 کر کے اظہارِ ندامت ہو گئے آکر شہید  
 کتنا خوش انجام تھا ترہ کا یہ آغازِ خلوص  
 دینِ حق پر جان دینے سے یہ ظاہر ہو گیا  
 دل میں ان سب کے تھا پوشیدہ نقطہٴ رازِ خلوص  
 مشک لے کر چل پڑے فوراً ہی عباسِ جبری  
 کیا کہا ان سے سکینہ نے بہ اندازِ خلوص

ایک سجدہ بھی نہیں اس ایک سجدے کا جواب  
 جو ادا شدہ نے کیا ان میں بہ اندازِ خلوص  
 ان کے سر بعدِ شہادت بھی تھے نیروں پر بلند  
 سر بلند اس طرح رہتے ہیں سراسر ازِ خلوص  
 اب تو یکیتسا کا یہ کہنا ہے کہ بس عجلت کے ساتھ  
 کر بلا لے چل مجھے اے میری پروازِ خلوص

انذارے یہ رولق مینخانہ اخلاص  
 ہر مہندر کے ہرے مہانے پیانہ اخلاص  
 بیکار ہے یہ دستِ ریاکار کی تسبیح  
 جس میں نہیں اک نام کو کبھی دانہ اخلاص  
 جہزِ مدح کے اشعار کے یہ آپ کا مذاح  
 کیا پیش کرے آپ کو نذرانہ اخلاص  
 دل میں ہی نہ طاقت نہ قدرت ہے زباں میں  
 شبیر کا دہراؤں جو افسانہ اخلاص  
 اخلاص کا اظہار کیا حشر نے جو آکر  
 شہ نے اسے فوراً دیا پروانہ اخلاص  
 وہ شمعِ حسینؑ ابنِ علیؑ ہی تھی کہ حبس پر  
 قربان تہتر ہوئے پروانہ اخلاص  
 یکتا یہ پیغام آئے گا اک روز خف سے  
 بے تیرے لیے واؤر کا شانہ اخلاص



ہے زیادہ سے غرض ہم کو نہ کچھ کم سے غرض  
 ہو بہر صورت غم شہ، ہے ہمیں غم سے غرض  
 مجھ کو مجلس سے تعلق چشمِ پیرِ غم سے غرض  
 میرے سینے اور ہاتھوں کو ہے ماتم سے غرض  
 کیا غم شبیر میں مجھ کو کسی سے واسطہ  
 ہوں میں جس عالم میں بھی اپنے اُس عالم سے غرض  
 یوں تو پورے سال روتے ہیں غم شبیر میں  
 ہے خصوصاً رونے والوں کو محرم سے غرض  
 آبِ کوثر بھی ملے گا جامیں گے کوثرِ جیب  
 صرف وابستہ نہیں ابِ ذمِ ذم سے غرض  
 ظلم ڈھالو خوب اعدا سے یہ کہتے تھے حسین  
 کچھ تمہاری بھی پڑے گی حشر میں ہم سے غرض  
 شہ یہ بولے، ظلم سب اہل حرمِ بیتِ کرو  
 پیر ہے مجھ سے تو رکھو بس مکرِ دم سے غرض

بوئے عابدِ غم میں بابا کے میں رکھتا ہوں مدام  
 گریہ و اشکِ مسلسل، آہِ میم سے غرض  
 نام پر شہ کے پے تعظیم کیوں سر ہو نہ خم  
 سر کو یکتا کے، عقبت میں ہے اس خم سے غرض

کب نہیں ہے اس دلِ مداح کو حیدر سے ربط  
 ہے براہِ راست دل کا نفسِ پیغمبر سے ربط  
 والہانہ ہے مرے دل کو دلِ حیدر سے ربط  
 اس طرح بالواسطہ ہے قلبِ پیغمبر سے ربط  
 کیوں نہ پھر اُس کا ہو خم سے شیشہ و ساجِ ربط  
 جس کا قائم ہوا زل سے ساقی کو شر سے ربط  
 اُس جہیں کی قسمتِ بیدار، الشد و غنی  
 جس جہیں نے کر میا قلم و حیدر سے ربط  
 ہیں شبِ ہجرت رسولِ حق کے بستر پر عتی  
 سو رہے ہیں، اُس پہ بھی قلم ہے پیغمبر سے ربط  
 جلوہ ہائے حیدر تب زمیں کیونکر مہربان  
 ہے مری چشمِ تصور کا رخِ حیدر سے ربط  
 بس یہ کہنے کو لبِ کعبہ کھلے بہتِ اسد  
 اُوں پیدا کر لیا میں نے نئے اک در سے ربط

ایک ادنیٰ معجزے پر ہی نصیری مرے  
 کریمِ قائمِ خدائی سطح پر حیدر سے ربط  
 یہ تقاضا فرود بھی ہے کہ پیدا کیجئے  
 واوڑ محشر سے پہلے شافعِ محشر سے ربط  
 یاں ارمِ اُس کا ہے خلد اس کا ہے جنّت اُس کی ہے  
 کریم کی جس کا ہے فردوسِ خوش منظر سے ربط  
 آنے والے میں پھر آیامِ عزائے شاہِ دیں  
 دیدہ گریباں بڑھا پھر آستینِ تر سے ربط  
 شاہِ دیں آپ آیتِ حق۔ یہ دیدہ و دل فرسِ راہ  
 نقشِ پاکِ آپ کے ہو گا ہمارے سر سے ربط  
 کم نہیں تسکینِ حشر سے کم نہیں گوہرِ اشک  
 اور ہوتا ہے صرف کا قطرِ تنا گوہر سے ربط  
 کیوں نہ دنیا بھر بھلا یوں گوشِ بر آواز ہو  
 داستانِ شبیر کی رکھتی ہے دنیا بھر سے ربط  
 کھینچ کے آجاتی نہ کیوں پاس ان کے دنیا کو وفا  
 ہے وفا کا خاص عینِ وفا پرور سے ربط

حضرت قاسمؑ نے ہر بیٹے کو کر کے اُس کے قتل  
 بڑھ کے اَرْزَق سے کیا قائم کرے توڑ سے ربط  
 ربط اک بدکار سے سب اہل باطل کا رہا  
 حامیانِ حق بہتر کار رہا بہتر سے ربط  
 یوں کہیں آت اُس کے سورج اُس کے آگ اُس کے چا  
 جس گھرانے کا ہو نورِ شیدو مہ و اختر ربط  
 کارواں بھٹکے ہوئے منزل پہ جا پہنچیں ابھی  
 یہ کریں قائم اگر یکتہ مرے رمبڑ سے ربط

رہے کوئی تو بتاؤ نام رہے کہاں محفوظ  
 رستم سے جب زمین ہے نہ آسماں محفوظ  
 بھری بہار پہ حملے خزاں کے ہوتے ہیں  
 خزاں سے رہ نہ سکا کوئی گلیستاں محفوظ  
 رہ حیات میں لٹتے ہیں قافلے سرِ راہ  
 نہ کارواں نہ کوئی میر کارواں محفوظ  
 ہو جاں کنی، کہ فشارِ لحد، کہ دوزخ ہو  
 ہے ہر عذاب سے حیدر کا مدِ خواں محفوظ  
 یزید دیکھ شہیدانِ کربلا کے مزار  
 زمین پر ہیں یہ ترے ظلم کے نشاں محفوظ  
 جو منعقدِ غم شبیریں ہوئی مجلس  
 نہ سو گوار کے دل میں رہی فغاں محفوظ  
 حسین کا ہے ہر اک اشک میں ف نہ غم  
 حسین کی ہے ہر اک دل میں داستانِ محفوظ

وہ ایک تیرکماں سے جو مڑلا کے چلا  
نہ اس سے رہ سکا اٹھو رہا بے زباں محفوظ  
اُسی مقام کا ہے نام کربلا یکسا  
کہ جس جگہ پہ نہ تھی اہل حق کی جاں محفوظ

جو خلافِ غم شہید ہے واعظ  
 منحرف شاہِ امم سے وہ ہوا ہے واعظ  
 غم میں شبیر کے جواہر و بکا ہے واعظ  
 اک عبادت کی طرح اُس کی جڑ ہے واعظ  
 جو غم شہ میں یہاں فوجِ بکا ہے واعظ  
 اُس کی قسمت میں وہاں غلہ لکھا ہے واعظ  
 ہم علی کے ہیں محب کیا یہ خطا ہے واعظ  
 کیا اسی واسطے تو ہم سے خفا ہے واعظ  
 اُس میں بس شوقِ جزا خوفِ نرا ہے واعظ  
 ہم نے سو بار ترا وعظ سنا ہے واعظ  
 تو نے تازیخ کو کیوں مسخ کیا ہے واعظ  
 ویکھ وہ تجھ کو خدا دیکھ رہا ہے واعظ  
 میرے نزدیک حقائق سے بہت دور ہے یہ  
 تیرے نزدیک کہا تیرا، بجا ہے واعظ



تر صِ منبر ہے تجھے جس کے سبب جس کیے  
 عاشقِ جُتہ دستارِ دھما ہے واعظ  
 صاحبِ زب بھی ہے خوش خور بھی خوش پوش بھی  
 عیشِ دنیا میں تو کھل کھول رہا ہے واعظ  
 عشرتِ خانہ میسر ہے شب و روز تجھے  
 وعظ کے بعد تجھے کام ہی کیا ہے واعظ  
 کچھ تجھے علم بھی ہے؟ ہنس تو رہا ہے ہنس لے  
 اُس کو روزِ ناجی پڑا ہے جو ہنسنا ہے واعظ  
 تیرے تیرے یہ عقیدت کہاں میں جلوے  
 تیرے رخ پر تو فقط حُسنِ رِیا ہے واعظ  
 فرقہ دارانہ تنفر کا ہے سہرا تیرے سر  
 گلِ یہ تیرے ہی کھلائے کھلا ہے واعظ  
 میرے جتنے بھی ہیں ہمدرد ہیں سب عقدہ کشا  
 تیرا میر بھی کوئی عقدہ کشا ہے واعظ  
 جس نے پٹایا سورج کو بیکِ جنبشِ چشم  
 رہنما میرا وہ اجماعِ زمانا ہے واعظ

جب علیؑ منظرِ اوصافِ خدا میں تب تو  
 اس نصیری نے خدا اپنا کہا ہے واعظ  
 جان دینے کے لیے حق پہ ٹپکے ہیں شبیر  
 حق تو یہ ہے کہ یہی حق کی رضا ہے واعظ  
 امتحاں جیسا حسینؑ ابن علیؑ دے گزرے  
 امتحاں ایسا کسی نے بھی دیا ہے واعظ  
 کربلا نام ہے جس شہرِ بلا کا وہ شہر  
 امتحاں کا ہر شہیدانِ وفا ہے واعظ  
 خون سے اس کو شہیدوں نے بنایا ہے چمن  
 کربلا گلشنِ صد خلدِ فضا ہے واعظ  
 نکتہ چینی عجمِ شبیر پہ کمرشوق سے کمر  
 دترے واسطے و زرخ کا کھلا ہے واعظ  
 زندگی کے لیے مرتا ہے علیؑ پر ہکیت  
 ان پہ مرنے ہی میں جینے کا مزا ہے واعظ

جو کہہ رہی ہے یہ مجلس کہ ہو سلام شروع  
 پڑھو درود، کروں مدحتِ امام شروع  
 بنامِ ساتی کو شروعِ دورِ جام شروع  
 کرو یہ رسم بہ کیفیتِ تمام شروع  
 ہو اکہیں یہ جو ذکرِ غنیمِ اتمام شروع  
 تو چشمِ نم نے کیا میری اپنا کام شروع  
 جو ہو بیانِ رُخِ شہ کا صبح سے آغاز  
 تو ذکرِ گیسوئے شہ ہو بوقتِ شام شروع  
 غدیہ ختم ترے اُس دورے کا کیا کہنا  
 جو دورے کا ہوا بعدِ اذنِ عام شروع  
 وہاں سے سہل ہوئی منزلِ نجات کی راہ  
 میں رہبروں کے جہاں کے نقوشِ کلام شروع  
 مجھ کے معنی پڑھی شیخ نے نہ بسم اللہ  
 کلامِ حق بھی کیا تو برائے نام شروع

سوائے مجلس و ماہم کے اور روئے کے  
 کروڑہ ماہ محترم میں کوئی کام شروع  
 جناب فاطمہ آتی ہیں مجلس غم میں  
 یہ ختم ہو بہ ادب، ہو بہ احترام شروع  
 امام آگئے پہلے ادا ہو رسم سلام  
 ہو قبل مرثیہ اے ذاکر و سدا شروع  
 یہاں سے چل کے پہنچنا گہن کی منزل تک  
 سفر دینے سے کمر اے مہ تمام شروع  
 تمام اہل مدینہ میں بچے گیا کبرام  
 کیا جو شاہ نے چلنے کا انتظار شروع  
 ہر اک طرف صدا الاماں کی آنے لگی  
 کیا حسین نے بڑھ کر جو قتل عام شروع  
 ارادہ سفر کر بلا ہے گھر بیکت  
 تو فکر کیا ہے کرو اس کا اہتمام شروع

اگر فلک کے ستارے ہیں کہکشاں کی متاع  
 تو میرے اشک بھی ہیں غم کے آسمان کی متاع  
 اذان تھی رن میں جو اکبرؑ سے نوجوان کی متاع  
 تو مثل گھل تھے یہ گلدستہ اذان کی متاع  
 ہمارے پاس ہے سرمایہ معنم شبیر  
 کہ جس کے سامنے ہے صبحِ دو جہاں کی متاع  
 جہیں نواز ہے بے انتہا خدا کی قسم  
 وہ خاکِ شتر کے ہے جو سنگِ آستان کی متاع  
 ازل سے تابہ ابد ہے فقط حسین کا نام  
 فسانہ الم و غم کی داستان کی متاع  
 کہاں مدینہ کہاں کربلا کا دشتِ بد  
 کہاں پہ جا کے لٹی ہے بھلا کہاں کی متاع  
 لٹی ہے جیسے متاعِ حسین منزل پر  
 لٹے نہ ایسے کسی میر کارواں کی متاع

متاعِ لٹنے کو زینبؑ کے پوچھیے دل سے  
 کہ صرف ہے تو ہے اولاد ایک ماں کی متاع  
 سواں آب کیا اپنی بے زبانی سے  
 کہ تھی یہی علی اصغرؑ سے بے زباں کی متاع  
 نہ لوٹو یوں انھیں زینبؑ نے ظالموں سے کہا  
 میں اہل بیتؑ محمدؐ کے گھستناں کی متاع  
 ہے مدرج شہؑ کے سوا میرے پاس کیا یکتا  
 ہے شہؑ کی مدرج قنط شہؑ کے مدرج خواں کی متاع

کب گن سکا ہوں کہہ جو سکوں میں ہزار داغ  
 دل میں غم حسین کے میں بے شمار داغ  
 اسے دل نامانہ ہوں یہ کبھی پُر بہار داغ  
 بلکہ یہ اور بات ہے میں کچھ نکھار داغ  
 میں جو غم حسین کے باغ و بہار داغ  
 ہوں گے یہی لمحہ میں مری جلوہ بار داغ  
 گلہائے لالہ مانگیں اگر مستعار داغ  
 دید و میں اپنے دل کے بہتر ہزار داغ  
 بنجائیں گے جو ہمسر گلہائے باغِ خلد  
 لے کر چلا ہوں دہر سے وہ شاہکار داغ  
 ایسے کچھ اور دید سے بنام غم حسین  
 اس دل کو میرے اے مرے پروردگار داغ  
 یہ داغ میرے خانہ دل کے چراغ ہیں  
 اس دس میں صنوفِ گل ہیں تجلی شعار داغ

وجہ سکونِ دل میں یہ وجہ قرارِ دل  
 اللہ تا ابد یہ رہیں برقرارِ داغ  
 اسے شیخ یہ ہمارے مقتدر کی جیت ہے  
 رکھتے ہیں ہم جو دل پہ قیمت سنوارِ داغ  
 کہنا ہے اب میرے دلِ داغدار کا  
 اب تا ابد ہیں میرے گلے کا یہ ہارِ داغ  
 ز شکر بہارِ خلد و ارم بن گیا ہے دل  
 کتنا بڑھا رہے ہیں یہ دل کا وقارِ داغ  
 ہیں جدہ گاہِ خاکِ شفا کا لیے ہوئے  
 ملے یہ آخدا ترے سجدہ گزارِ داغ  
 سینہ زنوں کے سینوں سے ہو ہو کے آشکار  
 کتنے چمک رہے ہیں سر رہ گزارِ داغ  
 تھے شے کے دل پہ قائم و عباس ہی پاس  
 عوْن و محمدؐ، اکبرؐ و صقرؐ کے چارِ داغ  
 یکتا کے داغِ دل بھی ہیں یکتا و منفرد  
 اسے چاندان پہ اپنا یہ صدقے آثارِ داغ



یہ آرزو ہے کروں خانہ خدا کا طواف  
 مدینہ و نجف و خلد کر بلا کا طواف  
 وہ جو علیؑ و بی خدا کا مولد ہے  
 ہر اک پہ فرمن ہے جس خانہ خدا کا طواف  
 رہ حیات میں ہے مرد و یہ حج و فسا  
 قدم قدم پہ کرو شہ کے نقش پا کا طواف  
 بنی ہوئی ہے جو مرکز خدا کی رحمت کا  
 ثواب کیوں نہ ہو اس قبر حق نما کا طواف  
 غمِ حسین میں برپا ہوئی اگر مجلس  
 کیا فرشتوں نے کا شانہ عزا کا طواف  
 جو بہ کے آنکھ سے دامنِ غم پہ آ پہنچا  
 کیا نظر نے ہر اس اشک بے بہا کا طواف  
 وہ شب، کہ بہر تحفظ کیا تھا زینبؑ نے  
 ہر ایک خمیہ شبیر بے نوا کا طواف

میں بار بار بھلا کیوں اُس کے گرد پہرے  
کیا ہو جن نے مزارِ شہِ ہڈا کا طواف  
کیا حضرتِ کار و رو کے جس نے اسے یکتا  
ہوا قبول ہر اُس صاحبِ عزا کا طواف

خوش نصیب، یہ میرے کلام کے اوصاف  
 ہیں لفظ لفظ میں بارہ امام کے اوصاف  
 علی نے پائے ہیں خیر الانام کے اوصاف  
 جو میں بنی کے، وہ قائم مقام کے اوصاف  
 بیان کرنے کو بیٹھے جو کوئی اسے ساقی  
 بیان کرنے سکے تیرے جام کے اوصاف  
 ہیں جبکہ جبرئیل اول کے وصف لا محدود  
 تو ہوں گے کتنے بھلا و درِ جام کے اوصاف  
 کہاں سے لاؤ گے تم تاب وید اسے موٹھی  
 جھلک جھلک میں ہیں حسن تمام کے اوصاف  
 یہ کاظمین، یہ شہداء، یہ کربلا، یہ نجف  
 ہیں رشکِ خلد و ارم ہر مقام کے اوصاف  
 جہاں میں سب پہ میں نظر نازید کے عیب  
 عیاں ہیں سب پر شہ تشنہ کام کے اوصاف

ہے ان کی ذات تو پھر ذات، ذات والا صفا  
ہوئے نہ ختم کبھی ان کے نام کے اوصاف  
کوئی شہید ہی مبتلا سے لگا اے یکتا  
کہ کس قدر ہیں شہادت کے جام کے اوصاف

میں ہوں جنت کا نہ ہو غم و ارم کا مشتاق  
 ہوں نگاہِ کرمِ شاہِ احم کا مشتاق  
 میرا دامن ہے اگر دیدہ کم کا مشتاق  
 ہے ہر اک اشک مراد امن غم کا مشتاق  
 اہل باطل تھا ہر اک دام و دم کا مشتاق  
 اہل حق میں تھا ہر اک حق کے غم کا مشتاق  
 ایسا رہو نہ بھلا کیسے ہو کم کردہ راہ  
 رہنما کے جو نہ ہو نقشِ قدم کا مشتاق  
 بہرِ خوشنودی حق دشتِ بلا میں اگر  
 ہے محمد کا پسرِ مسلم و ستم کا مشتاق  
 جاں نثارانِ شہِ دیں میں سے ایک ایک کے بعد  
 تھا ہر اک بہرِ وفا و اذن و علم کا مشتاق  
 اس طرح بیٹوں کے بعد ازرقِ شامی یا  
 جیسے یہ بھی تھا بہت ملکِ عدم کا مشتاق

کربلا ہی کی طرف سب کی لگی تھیں آنکھیں  
 تھا ہر اک اہل اِرم شایدِ غم کا مشتاق  
 دست بستہ جوشِ شہِ دیں کے حضور پہنچا  
 سر بہ خیمِ شہِ دیں کے کرم کا مشتاق  
 بے یقینی ہوگی زیارت کہ بے دل سے یکتا  
 روضہ مالکِ فردوس و اِرم کا مشتاق

یہ ہے روزِ شہادت سے غمِ شہد کا اشراب تک  
 کہ آتے ہیں گہن میں ہر برس شمس و قمر اب تک  
 ہوئے ہیں معرکوں کے وقت پر ہی شش جہت حیراں  
 ہے ششدر زورِ خیدر پر مگر خیر کا در اب تک  
 ہیں صفین و احد بدر و خنین و خندق و خیبر  
 علی کی زد میں ہر صفر تازیخ پر اب تک  
 بڑے سے بھی بڑے غم کو بھلا دیتی ہے یہ دنیا  
 مگر شبیر ترے غم میں ہے یہ نوحہ گراں اب تک  
 نہیں چھوٹا یہ دھبہ آج تک النساء کے دامن سے  
 ہو سے دامنِ انسانیت ہے تر بہر اب تک  
 بھگودیتی ہے دامنِ زمینِ بنم کے اشکوں سے  
 بہاتی ہے فضا آنسو ہر ابر رات بھر اب تک  
 فلک نے چن لیے سب اپنے دامن کے بچانے کو  
 ہمارے آنسوؤں کے بن چکے جتنے گراں اب تک

یو قت عصر عاشورے کو تازہ خوں اُبلتا ہے  
شہادت کے ہے دکن خاکِ مقتلِ خوں میں تراب تک  
ہوئے کہتے ہوئے دنیا کو تیرہ سو برس یکتا  
ادھوری ہے یہ پھر بھی داستانِ مختار تک



مرا ذہن رس پہنچا جہاں تک  
 نہ آوروں کا دیاں پہنچا گماں تک  
 پہنچ ہے اُف خزاں کی بھی کہاں تک  
 یہ جا پہنچی نبیؐ کے گلِ ستاں تک  
 نہ پہنچا کوئی شےؔ کے امتحاں تک  
 کوئی یوں ظلم سہتا بھی کہاں تک  
 مدینے سے بہت بے کمر ہلا دُور  
 سفرِ شہ کا کہاں سے تھا کہاں تک  
 ہمیں بعد محمدؐ ہے، علیؑ سے  
 عقیدت کا تعلق ہے جہاں تک  
 بھروسہ کر کے شےؔ آئے تھے جن پر  
 ہوئے نامہرباں وہ مہرباں تک  
 وہ اک قتلِ حسینؑ ابنِ علیؑ ہے  
 کہ خوں رو دیا ہے جس پر آسماں تک

کوئی بھی داستانِ غم نہ پہنچی  
 شہیدِ کربلا کی داستانِ تک  
 وہ اکبٹر کی ازاں! اللہ اکبر  
 خود اب تک یاد کرتی ہے ازاں تک  
 وہاں تک ہے غمِ شبیر کی حد  
 ہے یکتا دو جہاں کی حد جہاں تک

کب ہیں تمام درسمپیر الگ الگ  
 ہیں ایک نور کے تن اظہر الگ الگ  
 ہیں میرے اشیخ کے رہبر الگ الگ  
 راہیں جدا جدا۔ سرِ محشر الگ الگ  
 ممدوح ایک اور سخور الگ الگ  
 ملتے ہیں پھر بھی مرج کے گوہر الگ الگ  
 سچ ہے نہیں عقی کے فضائل کی انتہا  
 سب لکھ کر ہیں کب سے برابر الگ الگ  
 کہتے ہیں روئے پاک شہِ دین سے کسبِ نور  
 مہر و منہ کو اکب و اختر الگ الگ  
 تسنیم و سلسبیل ہوں یا کوثر و تبین  
 سب میں ہے طہور، ساغر الگ الگ  
 رو کر غمِ حسین میں دامن پہ دیکھیے  
 آنسو الگ الگ ہیں کہ گوہر الگ الگ

اک حوصلے کی بات ہے طاقت کی اک دلیل  
 اکبر کی لاش اور دُردِ خیر الگ الگ  
 اک اک جری سے مل کے لڑی وہ تمام فوج  
 کُل فوج سے لڑے یہ بہتر الگ الگ  
 زینب کے لال خیمے سے نکلے تھے ساتھ ساتھ  
 لیکن لڑے یہ رن میں برابر الگ الگ  
 تھی صرف موت ہی نہ دلیروں کی معترف  
 شاہد تھے دشمنوں کے تن دُمرگ الگ  
 یکتا تن حسین پہ جتنے لگے تھے زخم،  
 اتنے ہی داغ، ہیں مرے دل پر الگ الگ

نہیں شبیرؑ کا آخر کہاں سوگ  
 ہے ان کا از زمین تا آسمان سوگ  
 ہیں ذروں سے فزوں افسردہ تارے  
 یہاں سے بھی زیادہ ہے وہاں سوگ  
 ہے شہ کے غم میں دنیا کی ہر اک چیز  
 کہ ہوتا ہے ہر اک شے سے عیاں سوگ  
 فنا شبیرؑ کے غم کو نہیں ہے  
 یہ لایا ہے حیاتِ جاوداں سوگ  
 لباسِ مائمتی پہنا ہے سب نے  
 مناتا ہے ہر اک پیر و جواں سوگ  
 ہر اک گھر میں ہے غمخوارانِ شہ کے  
 بصد نالہ بصد آہ و فغاں سوگ  
 گلستاں میں خزاں ہے نام جس کا  
 وہ ہے شہ کا درونِ گلستاں سوگ

کیا ہے قتلِ سردارِ جناباں کو  
 منائیں کیوں نہ پھر ابلِ جناباں ہوگ  
 ہمیں تو بخشو اے گایہی غم  
 بھلا یہ جائے گا کبائیں گاسوگ  
 بہرِ غنوال، بہرِ فقرہ، بہرِ لفظ  
 مناتی ہے خود ان کی داستاں سوگ  
 مناتے ہی رہیں گے ہم تو یکتا  
 یونہی شہ کا بصرِ اشکِ رواں سوگ

بے مددیت حیدر مرے کردار میں شامل  
 اظہارِ شنا جذبہ اظہار میں شامل  
 سمجھو کہ کوئی حاصل گفتار نہیں ہے  
 گم نام، علی کا نہیں گفتار میں شامل  
 پی پی کے مئے الفت حیدر جو ہوا مست  
 بس وہ ہی ہوا طبقہ شیخار میں شامل  
 بخشش کی ہو کیا فکر کہ جب مرثوہ بخشش  
 بے تذکرہ حیدر کرار میں شامل  
 کعبہ لے کہا مادرِ مولودِ حرم سے  
 آؤ ہے نیا درِ مری دیوار میں شامل  
 میں ڈوب کے کیسے نہ غمِ شہ میں کروں فکر  
 ہے فکرِ غمِ شہ مرے افکار میں شامل  
 وعدہ کی وفاء الفت حق، شوقِ شہادت  
 ہر چیز تھی عزمِ شہ ابرار میں شامل

آئی جو سمجھ میں حق و باطل کی حقیقت  
 خُرا کے ہوا شاہ کے انصار میں شامل  
 تھا آخری ناصر شہر دین کا علیٰ اصغر  
 ششما یا مجاہد بھی تھا پیکار میں شامل  
 یوں قتل کئے شہر نے ہر اک دار میں تلو تلو  
 جیسے کہ تھے ستو وار ہر اک دار میں شامل  
 معراج عطا شہر نے ہر اک رمز کو کر دی  
 جو رمنز بھی تھا عشق کے آسار میں شامل  
 ریتے ہیں یہ بے حرمتی اہل حرم پر  
 اک یہ کبھی ہے غم گر یہ بیمار میں شامل  
 محشر سے نہ ڈرتو کہ ترا نام تو یکتا  
 ہے مدح نگارانِ حق آثار میں شامل



ہے سرورِ دیں سیدِ مظلوم کا ماتم  
 دنیا میں ہے یہ پانچویں معصوم کا ماتم  
 شبیر کا ماتم ہے بیادوں جہاں میں  
 کیا اور کسی کا بھی ہے ہر صوم کا ماتم  
 اک دن میں ہی ٹکرا گیا جو لاکھ غموں سے  
 ہے یہ اُسی رنجور کا معصوم کا ماتم  
 ماتم ہے یہ اکبر کا یہ عباس جبری کا  
 ہے قاسمِ لختِ دل معصوم کا ماتم  
 ہاں عون و محمد کا یہ ماتم ہے مراک سو  
 ہر سمت ہے یہ اصغر معصوم کا ماتم  
 لکھ دے مری تقدیر میں تو ماتم شبیر  
 دیدے مجھے یارب مرے معصوم کا ماتم  
 محسوس جو پانی سے رہا تین شب و روز  
 یکتا یہ بیبا ہے اسی محسوس کا ماتم

رنج و غم ہائے اہم انس و جاں کیونکر کہوں  
 اسے زمیں کیونکر کہوں اسے آسمان کیونکر کہوں  
 ساتھ جب میرا نہ دے میری زباں کیونکر کہوں  
 اسے مرے دل کو بلا کی داستاں کیونکر کہوں  
 کارواں کے ساتھ اپنے دین حق کی راہ میں  
 لٹ گیا کس طرح میرے کارواں کیونکر کہوں  
 وحشیانہ ابن علیؑ فرزندِ فخر کا سنا سناتے  
 اس کا دشمن ہو گیا سارا جہاں کیونکر کہوں  
 میرے جہاں اُس کو بلا کر کر بلا میں اُس کے ساتھ  
 کیسے پیش آیا ہر اُس کا مین زباں کیونکر کہوں  
 جو کہ تھا مختار، دین احمدِ مختار کا  
 ہائے اس مختار کی محبوبِ ریاں کیونکر کہوں  
 باپ کی آنکھوں کے آگے اکثر ذی جاہ سا  
 مر گیا کھا کر سناں کٹر ملی جواں کیونکر کہوں

خرما کے تیرسہ پہلو نے شہ کی گود میں  
 کس طرح چھیدا گلوائے نیم جاں کیونکر کہوں  
 کس کو کاٹوں پر چلایا یا برہنہ شام تک  
 کس کو پہنائی گئی ہیں بیڑیاں کیونکر کہوں  
 اس گلے میں جس کی شہ رگ شہ رگ اسام تختی  
 کیا قیامت خیز تھا طوقِ گراں کیونکر کہوں  
 لاغری میں ہائے پشتِ عابدِ مبار پر  
 کس قدر تھے تازیانوں کے نشا کیونکر کہوں  
 کہتے تھے بجاؤ یاد آتی ہے اکبر کی ازاں  
 آخری وہ رن میں کبر کی ازاں کیونکر کہوں  
 حضرت زینبؓ، کہ جو تھیں دخترِ مشکل کشا  
 ان کے بازو پر نشانِ ریمیاں کیونکر کہوں  
 دل نہیں قابو میں یکتا واقعاتِ دل گزار  
 کہنے دیتیں ہی نہیں اب سچکیاں کیونکر کہوں

اس کا جو حق ہے قصا میں کر بلا ایسا تو ہو  
 خوں بہا ہے جس کی خاطر خون بہا ایسا تو ہو  
 کئے رہا ہے حق کی کشتی جو لہو میں ڈوب کہ  
 با خدا ایسا تو ہو، ہاں نا خدا ایسا تو ہو  
 جس میں پہلے ہی قدم سے منزل مقصود تک  
 راستی ہی راستی ہو راستا ایسا تو ہو  
 جس کے اک پر تو سے ہو نور محمد آشکار  
 نور حق سے آئینہ کا سامنا ایسا تو ہو  
 اہل ایمان کیوں تو لا کا کسی کے دم بھری  
 نور علیؑ، منصب دلی بہرِ ولا ایسا تو ہو  
 بت شکن، غیر کشا - محراب کعبہ کا چراغ  
 حق نما، معجز نما - قبلہ نما ایسا تو ہو  
 اللہ اللہ عرش تک پہنچا نبیؐ کے درش پر  
 کہہ اٹھی مہرِ نبوت نقش پا ایسا تو ہو

جو الٹ دے یک بیک تاریخِ عالم کا دق  
 انقلابِ ذہنیت اے کر بلا ایسا تو ہو  
 ایک مٹھی میں ہے دنیا ایک مٹھی میں ہے  
 جو دو عالم کا ہو مالک بے لواء ایسا تو ہو  
 منتظرِ موعودِ تظہیر جس کا عرش پر  
 جانِ زمہرا غاسسِ آلِ عبا ایسا تو ہو  
 اے زمین کر بلا! اے جذبہٴ صبر و رضا!  
 دو جہاں جھک جائیں اک سجود ایسا تو ہو  
 کہہ اٹھا یکتا ہے یہ رضواں سنا جتِ سلام  
 واقعی یکتا ہے تو ذہنِ رسا ایسا تو ہو

ہے جو ہیں بار بار آنسو  
 نہ کر کے ہم شمار آنسو  
 مسلسل آنکھوں سے ہیں یہ جاری  
 رواں ہیں بے اختیار آنسو  
 تمہاری مظلومیت پہ مولا!  
 بہائیں گے سو گوار آنسو  
 یہ حاصلِ زندگی ہے رونا  
 میں نازشِ روزگار آنسو  
 بہیں جو ضبطِ نبی کے غم میں  
 رہے وہ، پروردگار آنسو  
 مثالِ گوہرِ پرویے ہیں  
 نہیں یہ پلکوں پہ بار آنسو  
 نہ کر سکیں گے جو ضبطِ رونا  
 بہائیں گے دلفگار آنسو

ملے کسی کو جو غم کی دولت  
 میتِ رُاس کو ہزار آنسو  
 ہے آنسوؤں کا شعار بہتا  
 نہ چھوڑیں اپنا شعار آنسو  
 ہر اشکِ غم بن گیا ہے گوہر  
 بے ہیں لے کر نکھار آنسو  
 اسی قدر آبرو ہے اُن کی  
 ہوں جس قدر آبدار آنسو  
 جہانِ رنج و الم میں ہیں یہ  
 بصورتِ شاہکار آنسو  
 یہ موسم اور فصلِ غم میں کتنی  
 دکھ رہے ہیں بہار آنسو  
 یہی وہ آنسو ہیں جن کو کہیے  
 کہ ہیں بہت خوشگوار آنسو  
 مرا ہے نذرانہ عقیدت  
 امامِ عالی وقار آنسو

میں میری آنکھوں سے تابہ دامن  
 قطار اندر قطار آنسو  
 ہمیشہ نکلے ہیں چشمِ غم سے  
 یہ بن کے غم کا خمار آنسو  
 جو دیکھا، رو مالِ فاطمہ کو  
 چل پڑے بیقرار آنسو  
 بنام اکبر بنام اصغر  
 بہاؤزار و قطار آنسو  
 تمہارا بگڑے گا کچھ نہ اس میں  
 اگر بہا لو گے چار آنسو  
 یہ لیں گے بخشش کا بلکہ ذمہ  
 کریں گے بیڑا یہ پار آنسو  
 مرنے تو یکتا! یہ شے کے غم میں  
 کبھی نہ مانیں گے بار آنسو



حق نے بھیجا ہے انھیں اپنا بنا کر آئنے  
 آئے ہیں اللہ کا بن کر سمیٹ کر آئنے  
 احمد مرسل کے رخ کا روئے حیدر آئنے  
 کون ہو سکتا تھا اس کا اس سے بہتر آئنے  
 ہیں سراپائے رسول حق کا اکبر آئنے  
 حیدر صفر کا عباس دل اور آئنے  
 ہے ہر اک اشک غم مڑو کی ایسی آبِ قباب  
 آئنے بھی جس کو حیراں ہے سمجھ کر آئنے  
 دیکھتے ہیں جب بھی آئینہ حسین ابن علیؑ  
 عکس دکھاتا ہے اک رخ کے بہتر آئنے  
 جس میں چہروں کے بہتر عکس آتے ہیں نظر  
 ہے رخ شبیر اک ایسا منور آئنے  
 حضرت زینبؓ حسینؑ ابن علیؑ سے کم نہیں  
 صبر کا یہ بھائی کے اپنے ہیں یکسر آئنے

صبر ہے کل انبیاء کا طرہ صد امتیاز  
 ہر نبی کے صبر کا ہیں ایک ستر در آئینہ  
 رن میں یوں عوں و محمد ایک صورت سے نر ہے  
 تقادیری میں برادر کا برادر آئینہ  
 جس میں چودہ پاک تصویریں ہیں ہر دم جلوہ گر  
 دل ترا یکتہ ہے اک ایسا مقصود آئینہ

بہت لبریز ہے پیانہ دلِ حُبِ حیدر سے  
 دلا کے جوش میں اکثر جھلک جاتی ہے ساغر سے  
 علی کا مدح گو اور مدح خواہوں میں مقدر سے  
 قلم ہے میر قیصر میں ہری مہراج منبر سے  
 یہ کہدو ابیرِ صفت اگر بر سے تو یوں بر سے  
 حُبِ حیدر کا تر سوا اور عدو ہر لونہ کو تر سے  
 خدا کی دین ہے جس کو وہ چاہے تنقید کر دے  
 حسد بیکار ہوتا ہے بخنور کو سخنور سے  
 خم و حدت چودہ ساغروں میں ہے اندلی ہے  
 پیے میں گھونٹ بھی چودہ ہی پھر ایک ایک ساغر ہے  
 نہیں ہے ایک سے کم دوسرا، کوئی بھی چوڑی میں  
 ہر اک افضل ہے، افضل سے ہر اک بہتر ہے بہتر سے  
 یہ ہیں بنتِ اسد، کعبہ باہر تھیں، گئیں اندر  
 وہ مریم تھیں کہ جو باہر ہوئیں کعبہ کے اندر سے

صد ااماں آتی ہے جبے یا علیٰ ابک  
 اُحد سے بدے صیقین سے خندق سے خیر سے  
 امیری دوہا کی ہے فیری بابِ خیر کی  
 گدا لاکھوں چھا جتیر و دارا و سکندر سے  
 پیر روح الایں پر نقش ہے تاریخِ خیر کی  
 مورخ نے لکھا ہے واقعہ جبریل کے پیر سے  
 نبوت اور امت میں نہ ربط یا ہی کیو ہو  
 یہ رکھتی بھی تو میں دونوں تعلق ایک ہی گھر سے  
 نبیؐ کو دونوں شہزادوں کے الفت ہے برابر کی  
 یہ تھا عقدہ کہ جو حل ہو گیا تنصیف گوہر سے  
 محمدؐ اور علیؑ ششیر اور عباسؑ سے پوچھو  
 ہوا کرتی ہے جو قوت برابر کو برابر سے  
 کہا یہ کہ بلائے اے زینحاک جوائی آ  
 ادھر آ اور پلٹنا سیکھ لے مور کے مقدر سے  
 خدا نے باپ کو تب تو بنایا مالک کوثر  
 جب اس کے بچے اک اک بوہ پانی کے لیے تر سے

خدا کی شان بڑھ کر یوں شہادتے قدم چوکے  
 کہ جسے عشق تھا اس کو بہتر کے بہتر سے  
 وہ نیز دس پر پہنچا بھی رہے وہ سر بلند اتنے  
 کہ نیچے تھا ہر اک سرکش کا سر ان کے ہر اک سر سے  
 کیا چہروں پہ نورِ ورثہِ تطہیر نے پردہ  
 نبیؐ کی بیٹیاں جب ہو گئیں محروم چادر سے  
 ہوا دھوکہ یقیں کے ساتھ تکبیرِ سمیٹ کا  
 اذانِ آغاز کی اکبر نے جب اللہ اکبر سے  
 وہ شمشیرِ شہدائی نے عہدِ دینِ حق چھانٹے  
 سبک سر کر دیارِ ن میں ہر اک کے جسم کو سر سے  
 مرے شعروں میں یکتا کیوں نہ دریا کی روانی ہو!  
 کہ حاصل کی ہے ان کی بحر میں نے موج کو تر سے

دل قمر کا شق ہوا شمس الضحیٰ کے سامنے  
 شمس مغرب سے پھرا ہدر الدجی کے سامنے  
 کیا دوائیں کار گرموں گی دعا کے سامنے  
 کیا کیا خاک ہے خاکِ شفا کے سامنے  
 خود نہیں آتی قضا اہل وفا کے سامنے  
 یہ چلے آتے ہیں آپ اپنی قضا کے سامنے  
 ایک سر کیا تھا شہیدِ کربلا کے سامنے  
 سرِ بترکھ دیئے دینِ خدا کے سامنے  
 ڈٹ گئے اگر جو یہ کرب و بلا کے سامنے  
 ہر ادا ہے میچ، ان کی اس ادا کے سامنے  
 میری مے وہ مے ہے جزو معرفتِ ایمانِ کل  
 جو بھری محفل نے پی تھی مصطفیٰ کے سامنے  
 پہلے جو پی تھی چلو اک بار پھر پیتے چلیں  
 وہ نجف کا میکہ ہے کربلا کے سامنے

ظلمتوں میں گھوگئی منزل تو چل جیہ کی راہ  
 خضر کا گل ہے چراغ اس نقش پا کے سامنے  
 قبر میں خاکِ شفا ہو جبین سے سونا ملے  
 خاک ہے اکیر ایسی کیمیا کے سامنے  
 بہر دیدارِ عسلی کعبے میں آپہنچے رسول  
 کھنچ کے قبلہ آگیا قبلہ نما کے سامنے  
 سن رکھے بادِ مخالف یہ چراغِ دین حق  
 گل نہیں ہوتا بھڑکتا ہے ہوا کے سامنے  
 کربلا میں شام سے آئے تھے جتنے سورا  
 کم سے کم تھے جانِ شاہِ لافا کے سامنے  
 مضطرب تھے موت سے بیخبر لڑانے کے لیے  
 سامنے ان کے قضا تھی یہ قضا کے سامنے  
 لا کھ ابھی کربلا میں ہو تو سر کر لیں حسین  
 کچھ نہیں یہ معجز کہ حق کی رضا کے سامنے  
 بانقہ بندھوا تے ہوئے عقدہ کشائی کے لیے  
 تر کھڑے ہیں ثانی مشکل کشا کے سامنے

شیرِ حق کے ناز میں بچپن میں بھی جاننا پڑھے  
 مسکے اے آگے اصغرؑ، خرلا کے سامنے  
 موت، گویا دلہن خون جگر مہندی کا رنگ  
 وقت نصرت قاسمؑ کلکوں قبا کے سامنے  
 چہم گریاں، ہاتھ سینے پر، زباں پر یا حسینؑ  
 ہم بس اس سحرِ صبح سے جائیں گے خدا کے سامنے  
 اس شہادت کے ہیں شاہد کرلا، کوفہ، دمشق  
 پھر شہیدائیں گے خود کیا خدا کے سامنے



مدینہ و نجف و کربلا سے آئے ہوئے  
 مری نگاہ میں جلوے میں سبتائے ہوئے  
 کہاں چلا مرے ساتھی ابلا پلائے ہوئے  
 نقابِ غیبت کبر میں منہ چھپائے ہوئے  
 وہ دل جو دولتِ حبِ علی میں پائے ہوئے  
 نظر سے دولتِ دنیا کو میں گرائے ہوئے  
 عجب گھر میں مرے اشکِ غم بہائے ہوئے  
 وہ بے بہا ہیں کہ میں آبرو بنائے ہوئے  
 عجیب تھے رفقا شہ کے ساتھ آئے ہوئے  
 چھنے چٹنائے ہوئے بلکہ آزمائے ہوئے  
 ہزار زخم ہیں گو جان و دل پہ کھائے ہوئے  
 حسین پھر بھی کھڑے میں قدم جمائے ہوئے  
 وہ تھا مدینہ جہاں غیر بھی سب اپنے تھے  
 یہ کہو بلا سے جہاں اپنے سب پرائے ہوئے

ادب سے بھینس یہاں ہم کہ ہے یہ بزمِ امام  
 اور اپنی بزم میں خود ہیں امام آئے ہوئے  
 یہ آسمان پہ ہے عکسِ خوں بشکلِ شفق  
 اور اشکِ غم میں ستاروں کا نام پائے ہوئے  
 سمٹ کے ہٹ گئے قدسی لہر گیا خمیر  
 کہ آرہے ہیں علیؑ آستیں چڑھائے ہوئے  
 لبِ فرات پہ آیا یہ کون مشکِ بدوش  
 جناب دیکھتے ہیں جس کو سر اٹھائے ہوئے  
 یہی ہے غسلِ شہادت یہ ان کو کافی ہے  
 شہیدِ خون میں اپنے میں سب نہائے ہوئے  
 سلام کیوں نہ انھیں کہلو امیں بنتِ علیؑ  
 کہ کمر بلا میں جیبٹ آئے ہیں بلائے ہوئے  
 ہوا ہے گل کو چمن میں بنے ہوئے عرصہ  
 زمانہ ہو گیا عابد کو مسکرائے ہوئے  
 چلیں تو کیسے رہِ شام میں اسیر بھلا  
 میں بے پناہ یہ جب علم کا بار اٹھائے ہوئے

یہ اہل بیتِ رسن بستہ، اہل کوفہ و شام  
 میں کر بلا میں بلا کے ستم اٹھائے ہوئے  
 یہ خواہ سیزوں پہ میں سر بلند ہیں پھر بھی  
 یہ سرور میں جنہیں خود سر میں خود اٹھائے ہوئے  
 عزا کے واسطے آباد ہیں عزا خا کے  
 غم حسین میں میں غم کے سجائے ہوئے  
 ہمارے ساتھ ہیں جن و ملک بھی سو گد گد  
 حسین کی صف ماتم میں ہم کچھائے ہوئے  
 کبھی تو ہم کو کیا جائے گا طلب یکتا  
 کبھی تو جائیں گے ہم کر بلا بلائے ہوئے

تمام اہل زمین روئے، سب اہل آسمان روئے  
 غم شبیر میں دل کھول کر دونوں جہاں روئے  
 ہو ابلا زمیں سے، آسمان نے خون ہر سایا  
 غرض یوں خون کے آنسو زمیں و آسمان روئے  
 کوئی ہجرت کی شب بستر پہ جا سوئے دلیری سے  
 کوئی کہنے پہ لا تحزن کے بھی بہا ماں روئے  
 گزرتا ہے کسی کو ہر قدم پر شک رسالت میں  
 یقین و آگہی کب تک بہایں ہم و گماں روئے  
 جناب شیخ میخانے میں وہ ذات مقدس ہیں  
 کہ مینا جن کی محرومی پہ لیکر چکیاں روئے  
 صحابیت سے پہلے یہ سلیقہ سیکھ لے انساں  
 کہاں بولے کہاں چپ ہو، کہاں خوش ہو کہاں روئے  
 سیہ کاروں کے اکثر نام دینا نے کیے روشن  
 نہ کیونکر رات بھر غم میں چراغ کلفشاں روئے

درِ آلِ محمدؐ چھوڑ کر بھرتا ہے کیوں درِ در  
 بہت کم ہے جو بختی پہ اپنی جاوداں روئے  
 عجب رونے کی فطرت پائی ہے انسانے دنیا میں  
 چلے جب تو لا چھوڑے، جب آئے تو یہاں روئے  
 کوئی محفل ہو، کوئی نرم غم ہو، کوئی مجلس ہو  
 جہاں نامِ شہِ مظلوم آیا ہم وہاں روئے  
 یہ وہ غم ہے کہ جس غم میں خدا رونا رکھے ہم کو  
 جو حق رونے کا ہے ہم آج تک اتنا کہا روئے  
 عجب تاثیر ہے ذکرِ حسینی میں کہ جب لکھیں  
 سیاہی اشکِ غوں برسِ خامہ کی زباں روئے  
 غمِ اصغر میں، یادِ شہِ میں، اکبر کے تصور میں  
 مسلسل طفل روئے، پیر روئے، نوجواں روئے  
 رضا کے حق میں شہ نے گھر لٹا کر شکر فرمایا  
 اٹھائیں سب کی لاشیں پیرِ نہ وقتِ امتحان روئے  
 بحرِ زینبؑ رہ خالق میں دِل کس نے پایا ہے  
 جو بیٹے خوش کریں ماں نہ ان بیٹوں کی ماں روئے

نہیں رو یا کوئی دنیا میں اتنا اذرتے روئے گا  
 پدر کو جس قدر سجاد زار و ناتواں روئے  
 وہی ہے آج تک انداز ان کے دل کی دھڑکن کا  
 اگر چہ کر کے ماتم رات دن یہ لہو نہوا روئے  
 ہمیشہ اہل دل شبیر کے نوجوں کو سن سن کر  
 بصد آہ و فغاں رو بصد اشکِ رواں روئے  
 بجا ہے فخر اسے یکتا ہمیں اس اپنے جذبے پر  
 کہ ہم شبیر کے غم میں جہاں بیٹھے وہاں روئے